MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ

لاہور

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

جلد نمبر 22

شمارہ نمبر 06

اکتوبر 2021ء، صفر المظفر / ربیع الاول 1443ھ

WWW.MIRRAT.COM

ختمِ نبوّت نمبر

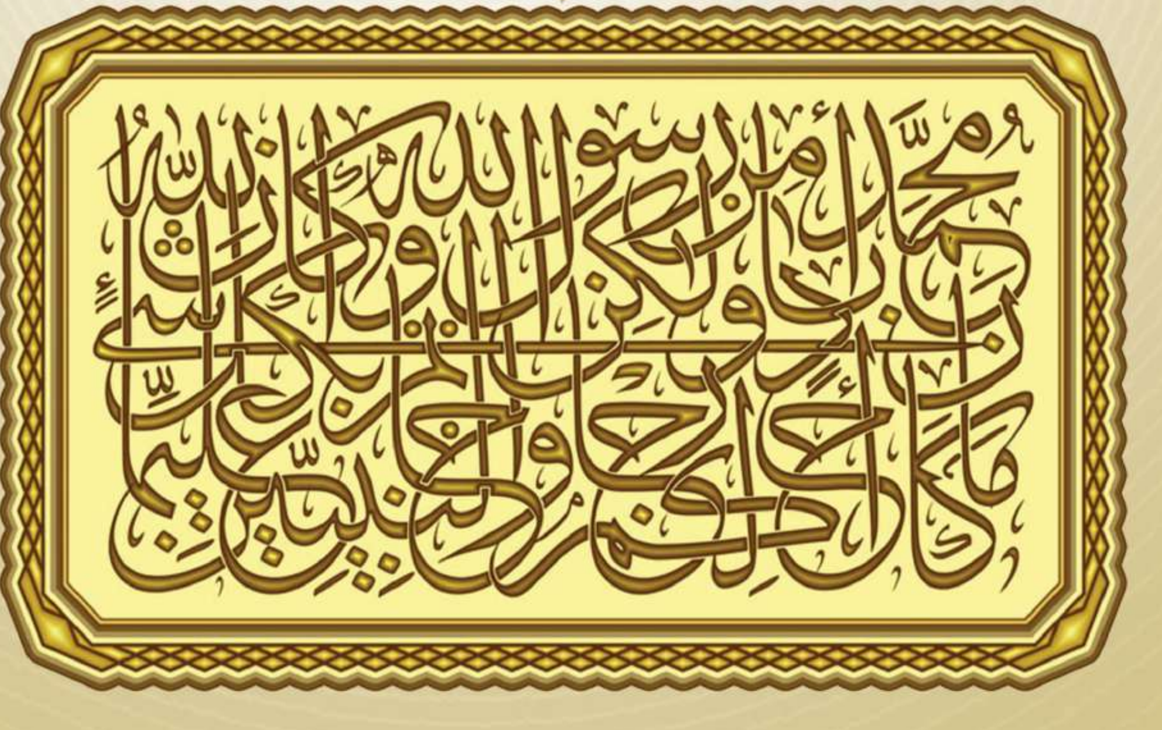

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر شریعت مکمل کر دی اور ہمارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رسالت ختم فرما دی۔

(رموزِ بیخودی)

"عقیدہ ختم نبوت"

اسلام کی اساس، اکملیت و جامعیت کی دلیل، جبکہ آفاقیت و عالمگیریت کا ثبوت اور ایمان کا مرکز ہے- الغرض! نظریہ ختم نبوت کی پاسداری اور حفاظت پہ سمجھوتہ اسلام کی اساس پہ سمجھوتہ ہے-

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاھور

اکتوبر 2021ء، صفر المظفر / ربیع الاول 1443ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سُلطان مُحمّد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ: ● سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ ● مفتی محمد شیر القادری ● افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر: ● محمد احمد رضا ● واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
فرانس	امجد علی
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

فی شمارہ نیوز پیپر 40 روپے — سالانہ (ممبرشپ) 480 روپے

فی شمارہ آرٹ پیپر 50 روپے — سالانہ (ممبرشپ) 600 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
200	100	80

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان، اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1 اقتباس — 3

اداریہ

2 دستک — 4

ختم نبوت نمبر

کتاب وسنّت:

3 عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں — صاحبزادہ سُلطان احمد علی — 5

4 عقیدہ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت: احادیث مبارکہ کی روشنی میں — مفتی محمد صدیق خان قادری — 13

کذّابین کی تاریخ:

5 نبوت کے جھوٹے دعویدار اور ان کا انجام — مفتی محمد اسماعیل خان نیازی — 18

6 عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت — ڈاکٹر محمد شاہد حبیب — 22

خدماتِ اکابر:

7 عقیدہ ختم نبوت: تعلیمات حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی روشنی میں — لئیق احمد — 25

8 ردِّ قادیانیّت پر امامِ اہلسنّت کی کُتب و رسائل — مُفتی محمد شیر القادری — 29

قومی زُبان اور تحفّظِ ختمِ نبوت:

9 علامہ اقبال کی ضربِ کلیم اور تحفظ ختم نبوت — صاحبزادہ سُلطان احمد علی — 31

10 اردو نعت میں عقیدۂ ختم نبوت — ڈاکٹر نذر عابد — 35

عقیدہ ختمِ نبوت – ساجی اہمیّت:

11 عقیدۂ ختم نبوت — ڈاکٹر حبیب الرحمٰن — 42

12 تحفظِ ختم نبوت کا معاشرتی پہلو — پروفیسر ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار — 45

باھو شناسی

13 Abyat e Bahoo — Translated by: M.A Khan — 49

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

برائے خط وکتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com

WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر کمرہ نمبر-9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ 16 میکلوڈ روڈ، لکشمی چوک لاہور سے شائع کیا

"وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ٥" (سورۃ سباء:28)

"اور (اے حبیبِ مکرّم (ﷺ)!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کیلیے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"-

"حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے ارشاد فرمایا:
"أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ"
"تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے ہارون (علیہ السلام) تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں"-
(صحیح مسلم، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (رضی اللہ عنہ))

فرمان
سرِّ سبحانی محبوبِ ربّانی غوث الاعظم محی الدین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (قدس اللہ سرہ)

"اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اور یاد دلائیں، انہیں وہ ایام الٰہی"- یعنی وہ ایامِ وصال جو وہ معیت حق تعالیٰ میں گزار چکے تھے، جملہ انبیاء کرام (علیہم السلام) اسی یاددہانی کیلیے دنیا میں تشریف لائے اور اپنا مشن پورا کرکے آخرت کو سُدھار گئے لیکن بہت ہی کم لوگ تھے جنہوں نے ان کی طرف رجوع کیا، ان کی دعوت پر کان دھرے اور ان کے دلوں میں اپنے وطن اصلی کی طلب و محبت نے جوش مارا اور وہ اپنے مقصود کو پہنچے حتّٰی کہ سلسلۂ نبوت خاتمِ رسالت رسول اللہ (ﷺ) کی روحِ اعظم تک پہنچا- جنہیں اللہ عزوجل نے غفلت و گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کے لیے ہادی بنا کر بھیجا تاکہ انہیں خوابِ غفلت سے جگا کر ان کی چشمِ بصیرت کو روشن فرمائیں-

(سر الاسرار)

فرمان
سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ھو
ہک تبخانیں جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ھو
عشق دی بازی انہاں لئی جنہاں سر دیتیاں ڈھل نا کیتی ھو
ہرگز دوست نہ مِلدا باھو جنہاں تڑٹی چھوڑ نہ کیتی ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمان قائدِ اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان، اتحاد، تنظیم

"ہماری دشواری یہ ہے کہ ہم قانونِ محمدی (ﷺ) کی ان دفعات کو کیسے مسترد کر سکتے ہیں جو ایک مسلمان کو زبانی وقف قائم کرنے کا اختیار دیتی ہیں- ہم ایسا کرنے سے قاصر ہیں"-
(امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں تقریر، اپریل 1913ء)

فرمان علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیں، وہی طٰہٰ
(بالِ جبریل)

عقیدہ ختم نبوت: اسلام کی اساس

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد و اساس ہے- عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق میں قرآن مجید کی 100 سے زائد آیات موجود ہیں- خود خاتم الانبیاء، سرورِ انبیاء(ﷺ) نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث مبارکہ میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت فرمائی- جیسا کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“-(ترمذی)- لہٰذا تاجدارِ ختم نبوت (ﷺ) کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ملعون اور ابلیس کے ناپاک عزائم کا ترجمان ہو گا-

تاریخ اسلام اس حقیقت کی عکاس ہے کہ مسلمانانِ عالم نے کبھی بھی عقیدہ ختم نبوت پر سمجھوتہ نہیں کیا اور منکرین ختم نبوت و کذابین کے خلاف سخت ترین حالات میں بھی سیسہ پلائی دیوار بنے رہے تا کہ حق، حقیقت اور حقائق کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے- جب ملک خداداد پاکستان میں فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا تو ان کے کفریہ عقائد و عزائم کی بناء پر پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ میں کئی دن کی بحث اور کاروائی کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں (قادیانی و لاہوری گروپ) کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور آئین پاکستان کی شق 106(2) اور 260(3) میں اس کا اندراج کر دیا- اسی طرح 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانیوں کو شعائر اسلام کو استعمال کرنے اور ان کی توہین کرنے سے روک دیا گیا- چنانچہ پاکستانی قانون کے مطابق قادیانی:

1. خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے،
2. اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے،
3. اپنی عبادت گاہوں پہ مسجد کی مانند مینار تعمیر نہیں کر سکتے،
4. دیگر مذہبی معاملات میں اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے- پاکستان میں فوجداری دفعہ c / 298 کے تحت قادیانیوں کیلئے شعائر اسلامی کے استعمال کو غیر قانونی و غیر آئینی قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی کی جا سکتی ہے،
5. تعزیرات پاکستان کی دفعہ c / 298 کے تحت ”قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا“- حتیٰ کہ ایک اور قانون کی رو سے انہیں سزائے موت بھی دی جا سکتی ہے-

پس جو سادہ لوح مسلمان مرزائیوں کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں، انھیں اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں- یہ محض اپنے کفریہ عقائد پر اِسلام کا لیبل لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں- یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی بنانے کیلئے مختلف طریقۂ واردات استعمال کرتے ہیں جن سے باخبر رہنا اور اپنے ایمان اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہماری مذہبی و ملی ذمہ داری ہے- مثلاً

1) عام مسلمانوں کو مستقل طور پر بیرون ممالک میں بسانے کا لالچ دیتے ہیں- کئی مغربی طاقتوں کی حمایت حاصل ہونے کے سبب ایسا کرنا ان کیلئے مشکل کام نہیں ہے-

2) عالمی پشت پناہی کے سبب یہ لوگ بزنس میں منظم ہیں اور پاکستان میں عام لوگوں کو اپنے عقیدے کا پیروکار بنانے کے لیے انہیں کاروبار قائم کر کے دینے کا جھانسہ دیتے ہیں- اکثر غربت و زندگی کی مشکلات سے تنگ افراد انہیں مسلمان سمجھتے ہوئے ان کے شکنجے میں آ جاتے ہیں جس سے وہ اپنا ایمان اور دنیوی و اخروی زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں-

3) اپنی شناخت ظاہر کئے بغیر نوکری پیشہ افراد کو رشتہ داریوں میں پھنساتے ہیں بالخصوص ایسے قابل نوجوانوں کو جو ترقی کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں- عام مسلمان لوگ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ وہ قادیانی فیملی کا حصہ بن گئے ہیں اور جب انہیں حقیقت کا پتا چلتا ہے تب وہ فیملی لائف کی وجہ سے ان سے قطع تعلق کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے اور آہستہ آہستہ انہی کے رنگ میں ڈھل جاتے ہیں-

یہی وجہ ہے کہ حکومت پاکستان نے قادیانیوں پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں کہ عام اور سادہ لوح مسلمان ان کے جھانسے میں نہ آئیں اور یہ واضح ہو کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں- اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسے فتنوں سے مسلمانوں کے عقائد کا تحفظ ریاستی ذمہ داری ہے جس کی بنیاد آئین پاکستان نے فراہم کر رکھی ہے اور ہم سب کا بھی فرض بنتا ہے کہ اپنے عقیدے کی بھی حفاظت کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسے فتنوں کے متعلق خبردار کریں-

عقیدہ ختمِ نبوت

قرآن کریم کی روشنی میں

صاحبزادہ سُلطان احمد علی

حضور نبی کریم خاتم النبیین (ﷺ) کی زندگی مُبارک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ (ﷺ) نے اُمت کو یاد نہ رکھا ہو، چاہئے غارِ ثور ہو، غارِ حرا ہو، بدر کا میدان ہو، سفر معراج ہو، دن کا اُجالا ہو یا رات کی تنہائیاں، دنیا ہو یا آخرت، عالمِ برزخ ہو یا عالمِ حشر حضور رسالت مآب (ﷺ) نے کسی مقام پر بھی اُمت کو تنہا نہیں چھوڑا، اگر حضور نبی کریم (ﷺ) کی حیاتِ مُبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ بعض دفعہ آپ (ﷺ) ساری رات مُصلے پر کھڑے ہو کر اُمت کیلئے دعا مانگتے مانگتے صبح فرما دیتے۔[1]

ایک دفعہ آپ (ﷺ) نے اُمت کو ہمیشہ کی مُشقت سے بچانے کی خاطر سائل کے تین دفعہ پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ (ﷺ) خاموش رہے 'ہاں' نہ فرمائی بعد میں فرمایا: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، اگر مَیں "ہاں" کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا، وَ لَمَا اسْتَطَعْتُمْ اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے۔[2] آپ (ﷺ) قدم قدم پر اُمت کا خیال فرماتے، رسول اللہ (ﷺ) جب اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کو بھی کہیں کام کے لیے بھیجتے تو آپ (ﷺ) اُسے خصوصی حکم فرماتے: "بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" (لوگوں کو) بشارتیں دو اور متنفر نہ کرو۔ "وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" اور (لوگوں کیلئے) آسانیاں پیدا کرو، مشکلات پیدا نہ کرو۔[3]

آقا کریم (ﷺ) کا اُمت کیلئے دردمند ہُونا، اُمت کے لیے پریشان ہونا، ہر وقت اُمت کی اصلاح، اُس کے غلبے اور اُس کی تعمیر و ترقی کے لیے متفکر رہنا یہ اِس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہی ایسی شان کے ساتھ تھا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"[4]

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں"۔

یہ "عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" کی عملی تفسیر تھی کہ آپ (ﷺ) نے قیامت تک آنے والے ہر ہر فتنے سے اُمت کو خبر دار کیا تاکہ میری اُمت اُن فتنوں سے محفوظ رہ سکے۔ سیدنا حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ (ﷺ) نے دنیا ختم ہونے تک تمام فتنہ گروں کو جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں، مگر ہم کو اُن کے نام بتا دیئے، اُس کا نام، اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام،[5] اُنہی فتنوں میں سے ایک فتنہ "انکارِ ختم نبوت" کا ہے۔ میرے کریم اور رحیم آقا پاک (ﷺ) نے اِس فتنے کے

---

[1](مُسند احمد، ج:8، ص:554، دارالکتب العلمیہ، بیروت و لبنان)

[2](صحیح مسلم، کتاب الحج)

[3](صحیح البخاری، کتاب العلم)

[4](التوبہ:128)

[5](سنن أبی داود، کتاب الفِتَنِ وَالْمَلَاحِم)

بارے میں بھی اپنی اُمت کو خبر دار فرمایا ہے تاکہ اُمت اِس فتنے سے بھی محفوظ رہ سکے-

حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اور بے شک عنقریب میری اُمت میں 30 دجال ہوں گے اُن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں-[6]

اِن کذابوں کا دعویٰ کرنا ہی حضور نبی پاک (ﷺ) کی ختم نبوت کی حقانیت و صداقت پر دلیل ہے کیونکہ مسلمان پہلے سے اِس سے باخبر ہے پس جب اِن کذابوں کے اس جھوٹے دعویٰ کی خبر سنتا ہے تو اُس کا ایمان اور عقیدہ آپ (ﷺ) کی ختم نبوت پر اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے کیونکہ آقا کریم (ﷺ) نے اُمت کو پہلے ہی سے مُطلع فرما دیا تھا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں-

آپ (ﷺ) کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور جھوٹا ہو گا- پوری اُمت کا اِس عقیدے پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ (ﷺ) کے بعد سوائے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ (ﷺ) ہی خاتم النبیین ہیں-

اِس مختصر تمہید کے بعد عقیدہ ختم نبوت سے متعلق اپنی گزارشات کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے-

پہلا حصہ:

صاحبانِ علم اور صاحبِ تحقیق شخصیات نے عقیدۂ ختم نبوت کے اثبات اور منکرین ختم نبوت کے فریب کارانہ اور دجالی جھوٹے دعوؤں کو قرآن کریم کی ایک سو سے اوپر آیات کریمہ سے واضح کیا ہے؛ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر قرآن مجید کو بطورِ وحی کے دیکھا جائے تو سارا قرآن ہی آقا کریم (ﷺ) کی ختم نبوت کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید آخری وحی ہے تو نزول قرآن کے بعد وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا ہے- اگر آپ (ﷺ) کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو وحی کا دروازہ بند نہ کیا جاتا کیونکہ وحی نبوت کا خاصہ ہے- یہی عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کی دلیل ہے اور اِسی عقیدہ پر سورہ البقرہ کی اِس ابتدائی آیت کریمہ کی گواہی بھی موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ“[7]

”اور وہ لوگ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا (سب) پر ایمان لاتے ہیں“-

اِس آیت کریمہ میں یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جو وحی آپ (ﷺ) پر نازل ہوئی اُس پر ایمان لایا جائے اور جو وحی آپ (ﷺ) سے پہلے نازل ہوئی اُس پر ایمان لایا جائے اور اگر آپ (ﷺ) کے بعد بھی وحی کا نزول ممکن ہوتا تو بعد میں آنے والی وحی پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا، تو جب اِن دو وحیوں پر ایمان لانے کے علاوہ کسی تیسری وحی پر ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے، تو اِس سے معلوم یہ ہُوا کہ سیدنا حضرت محمد الرسول اللہ (ﷺ) کے بعد نزول وحی کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہو گیا اور آپ (ﷺ) کے اوپر نبوت ختم ہو گئی، آپ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی اور رسول مبعوث نہیں ہو گا، جیسا کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

”اِنَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ“[8]

”بے شک وحی منقطع ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا“-

گویا نزولِ قرآن کے بعد وحی کے منقطع ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کا کامل یقین رکھنا، یہ ہمارے عقائد میں شامل ہے جبکہ اِس کے بر عکس عقیدہ رکھنا کفر ہے-

اِسی عقیدے (آپ (ﷺ) کے بعد نزولِ وحی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے) کو حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز (المتوفی: 1039ھ) نے ”کلید التوحید کلاں“ میں بیان فرمایا ہے-[9]

شیخ الاسلام، امام ابن حجر مکی ہیتمی (المتوفی: 974ھ) نے اِسی عقیدہ کو اپنے فتاویٰ میں یوں رقم فرمایا ہے:

---

[6](سنن ترمذی، ابواب الفتن)

[7](البقرۃ:4)

[8](مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب)

[9](کلید التوحید کلاں، جز:1، ص:141، العارفین پبلی کیشنز)

”جو شخص حضرت محمد الرسول اللہ (ﷺ) کے بعد نزولِ وحی کا اعتقاد رکھے وہ باجماعِ مسلمین کافر ہے“۔[10]

کیونکہ وحی نبوت کا خاصہ ہے تو نزولِ قرآن کے بعد نزولِ وحی کے اعتقاد رکھنے کا مطلب یہ گا کہ وہ آپ (ﷺ) کے بعد نئے نبی کے آنے کے جائز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو تمام سَلف و خَلف نے ایسا اعتقاد رکھنے کو کفر قرار دیا ہے“۔

گویا کہ پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نزولِ قرآن کے بعد وحی نازل نہیں ہو سکتی؛ اور معلوم ہے کہ وحی ہے کیا؟ وحی نبی کا خدا سے رابطے کا ذریعہ ہے تو جب وحی کا نزول ممکن ہی نہیں نبی کا خدا سے رابطہ ہی نہ ہوا، اور جس نبی کا خدا سے رابطہ ہی نہ ہو وہ نبی کیسے؟ اس کی نبوت کیسی؟ معلوم ہوا کہ وحی کے بغیر نبوت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حصول و پختگیٔ ہدایت کے لئے قرآن مجید کی چار آیاتِ مبارکہ پیش کرتا ہوں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ“[11]

”اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے“۔

”وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ“[12]

”اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مَردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے“۔

”وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ“[13]

”اور (اے حبیبِ مکرّم!) ہم نے آپ سے پہلے (بھی) مردوں کو ہی (رسول بنا کر) بھیجا تھا ہم ان کی طرف وحی بھیجا کرتے تھے“۔

”وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ“[14]

”اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہِ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سرفراز فرما دے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ (علیہ السلام) سے طورِ سینا پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اِذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالمِ بشریت کے لیے خطابِ اِلٰہی کا واسطہ اور وسیلہ صرف نبی اور رسول ہی ہو گا)، بے شک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے“۔

ان تمام آیات کریمہ سے واضح ہے کہ وحی کے بغیر نبوت کا کوئی تصور نہیں ہے اور جب اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ نزولِ قرآن کے بعد نزولِ وحی ممکن نہیں ہے تو پھر نبوت کیسے ممکن ہوئی؟؟؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹ و فریب کاری کے سوا کچھ نہیں۔

دوسرا حصہ:

دُوسری بات یہ ہے کہ اِس وحی (یعنی قرآن مجید) کے ہوتے ہوئے قیامت تک کسی اور وحی کی ضرورت نہیں ہو گی اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِس وحی کو یعنی قرآن مجید کو ہی قیامت تک کیلئے کافی قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اِس وحی (قرآن مجید) میں قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی کیلئے مکمل سَامان موجود ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ“[15]

”یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کیلیے نصیحت ہی ہے“۔

علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی (المتوفی:710ھ) تفسیر نسفی میں اِسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یعنی قرآن مجید اللہ تعالی کی طرف سے تمام جنوں اور انسانوں کے لیے نصیحت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وحی کے

---

[10] (الفتاوى الفقهية الكبرى، جز:4، ص:194، المكتبة الإسلامية)

[11] (الیوسف:109)

[12] (النحل:43)

[13] (الانبیاء:7)

[14] (الشوریٰ:51)

[15] (سورۃ ص:87)

ذریعے مجھ پر نازل کیا ہے سو میں اِسی قرآن مجید کی تمہیں تبلیغ کرتا ہوں"۔

یہی وجہ تھی کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو اِس وحی (قرآن پاک) کی اتباع کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ"[16]

"(اے لوگو!) تم اس (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے غیروں میں سے (باطل حاکموں اور) دوستوں کے پیچھے مت چلو"۔

اِس آیتِ کریمہ اور مفسرین کرام کی وضاحت سے یہ واضح ہوا کہ جب آپ (ﷺ) پر نازل ہونے والی وحی (قرآن) میں قیامت تک کے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی اور پند و نصیحت کا مکمل سامان موجود ہے اور اِس وحی (قرآن) کو ہر قسم کی تحریف و تبدیلی اور کمی و بیشی سے بھی ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔جس پر قرآن مجید کی گواہی موجود ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"[17]

"بے شک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے"۔

تو پھر ایسی وحی (قرآن) کے ہوتے ہوئے کسی اور وحی کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور جب کسی وحی کی ضرورت ہی نہ رہی تو پھر بلا مقصد اور بلا ضرورت وحی کا نزول کیسے ہو سکتا ہے؟ اور جب وحی کا نزول ہو ہی نہیں سکتا، ممکن ہی نہیں ہے اور وحی تو نبی کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا واحد ذریعہ ہوتا ہے، جو نزولِ قرآن کے بعد ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا ہے تو پھر وہ نبوت کیسی جس میں بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا کوئی پیغام ہی نہ ہو؟ حالانکہ متکلمین نے یہ لکھا ہے کہ نبوت و رسالت اللہ اور بندوں کے درمیان ہے ہی سفارت کاری کا نام۔تو پھر بلا مقصد اور بلا ضرورت وحی کا نزول کیسے؟ اور بلا مقصد اور بلا ضرورت نبوت کیسی؟؟؟

[16] (الاعراف:3)
[17] (الحجر:9)

گویا اِس کا صرف یہ ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم خاتم النبیین میرے کریم آقا و مولیٰ (ﷺ) کی ذات بابرکات پر نزول قرآن کے بعد کسی وحی کے نزول کا دعوٰی کرنا یا کسی بھی معانی میں جھوٹی نبوت کا دعوی کرنا سوائے کذب بیانی، دوکھے، فریب، دجل، فراڈ اور جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا اِجماع، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا جس مسئلہ پر ہوا ہے وہ یہی ختم نبوت کا مسئلہ تھا کہ نہ تو نزول قرآن کے بعد وحی نازل ہو سکتی ہے اور نہ آپ (ﷺ) کی بعثت کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا تصور کیا جا سکتا ہے، آقا کریم (ﷺ) نے اُمت کو بتلا دیا تھا:

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ"[18]

"میں خَاتَمُ النَّبِيِّيْن ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

اِس لئے اُمت نے اِن کذابوں کے جھوٹی نبوت کے دعواؤں کو نہ کبھی قبول کیا تھا، نہ کیا ہے اور نہ کبھی کرے گی۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ (ﷺ) پر نازل ہونے والی وحی (قرآن) قیامت تک آنے والے تمام جن و انس کی ہدایت و رہنمائی کیلئے کافی ہے تو پھر اِس کے ساتھ اِس بات کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ آقا پاک (ﷺ) قیامت تک تمام جن و انس کو اِسی وحی (قرآن) کے ذریعے ڈرانے والے ہیں، کیونکہ آپ (ﷺ) کو قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جن و انس کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک تمام جن و انس کی ہدایت و رہنمائی کرنا آقا پاک (ﷺ) کے فرائض نبوت میں سے ہے۔علمائے حق نے پورے ایقان کے ساتھ لکھا ہے کہ فیضان نبوت پورے تسلسل کے ساتھ جاری و ساری ہے اور رہے گا جس میں ایک لمحہ کا بھی انقطاع ہے نہ ہو گا۔

مفتی بغداد علامہ شہاب الدین محمود آلوسی (المتوفی: 1270ھ) "تفسیر روح المعانی" میں "وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[18] (سنن الترمذی، ابواب الفتن)

إشارة إلى عدم انقطاع فيضه صلّى الله تعالى عليه وسلم عن أمته إلى يوم القيامة.

"اِس (آیت) میں آپ (ﷺ) کے فیض کا آپ (ﷺ) کی اُمت سے تا قیامت ختم نہ ہونے کا اشارہ ہے"۔

یعنی اِس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کا فیض اپنی اُمت سے تاقیامت منقطع نہیں ہو گا (یعنی پورے تسلسل کے ساتھ جاری وساری رہے گا)

عارف باللہ شیخ علامہ اِسماعیل حقی الحنفی (المتوفی: 1127ھ) "تفسیر روح البیان" میں سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات مُبارک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے عموماً بلا واسطہ مُعلم خود حضور نبی پاک (ﷺ) اور تابعین اور اُن کے بعد ہر قرن میں ہر ایک کے معلم بھی آپ (ﷺ) ہیں لیکن اُمت کے وارثین اور دین و ملت کے کاملین کے (اور قرآن کریم کے) واسطہ سے"۔

اِس آیت کریمہ اور مفسرین کرام کی وضاحت سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ آپ (ﷺ) سے تمام جن و انس کو ہدایت و رہنمائی مل رہی ہے بغیر ایک لمحہ کے انقطاع کے، ہاں کسی کو بالواسطہ اور کسی کو براہ راست یعنی بلاواسطہ -تو پھر یہاں پر کسی نئے نبی کی ضرورت کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

چونکہ نبی کی بعثت تو جن و انس کی رشد و ہدایت کیلئے ہوتی ہے وہ تو پہلے سے فیضان نبوت محمدی (ﷺ) کی صورت میں اُمت میں بغیر انقطاع کے جاری و ساری ہے اور تاقیام قیامت جاری رہے گا -تو پھر بلا مقصد نبوت کیسی؟؟؟

تو اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بعثت مصطفٰے (ﷺ) کے بعد جو بھی نبوت کا دعوٰی کرے گا وہ سوائے فریب کاری، جھوٹ اور دوکھے کے کچھ بھی نہیں ہو گا-

تیسرا حصہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط"[19]

"اور میری طرف یہ قرآن اس لیے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اُس شخص کو جس تک (یہ قرآن) پہنچے ڈر سناؤں"۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مُفسرین کرام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ تمام جن وانس کو حضور نبی پاک (ﷺ) کی طرف سے ہدایت و رہنمائی مل رہی ہے اور قیام قیامت تک ملتی رہے گی کسی کو براہ راست اور کسی کو بالواسطہ جن میں سے چند حوالے پیش خدمت ہیں:[20]

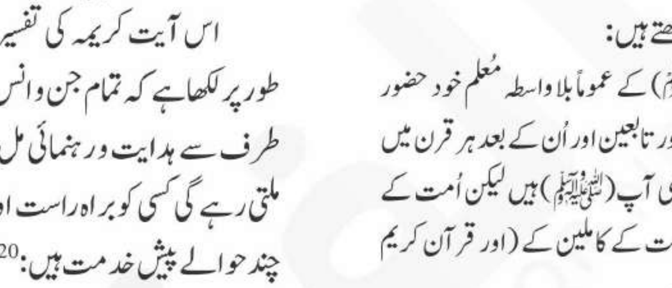

اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کے منقول شدہ مختلف اقوال میں سے یہاں پر صرف حضرت ابن زید اور حضرت محمد بن کعب قُرظی (رحمۃ اللہ علیہ) کے چند اقوال نقل کرتے ہیں:

"حضرت ابن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جس کو قرآن پہنچا "فَأَنَا نَذِيرُهُ" پس مَیں اُس کا نذیر ہوں (یعنی مَیں اُس کو ڈرانے والا ہوں)"۔

حضرت ابن زید کی دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، فرماتے ہیں: جس کو بھی (یہ) قرآن پہنچے، تو رسول اللہ (ﷺ) خود اُس کے نذیر ہیں-

[19](الانعام:19)

[20](تفسیر طبری / تفسیر قرطبی / تفسیر ابن کثیر، زیر آیت الانعام:19)

حضرت محمد بن کعب قُرَظی سے روایت ہے فرماتے ہیں: جس کو قرآن پہنچا بے شک اُس کو نبی پاک (ﷺ) نے خود تبلیغ فرمائی۔

حضرت محمد بن کعب قُرَظی (رحمۃ اللہ علیہ) کی دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے، فرمایا: جس تک قرآن پہنچا گویا کہ اُس نے حضرت محمد الرسول اللہ (ﷺ) کی زیارت (یعنی آپ (ﷺ) سے ملاقات) کی اور اُس نے آپ (ﷺ) سے قرآن سُنا۔

علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی (المتوفی: 710ھ) تفسیر نسفی میں اِسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی مَیں اِس قرآن مجید کے ذریعے اُن لوگوں کو قیامت تک ڈرسناتا رہوں جن لوگوں تک یہ قرآن پاک پہنچتا رہے گا اور حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے پاس یہ قرآن مجید پہنچ گیا تو گویا کہ اُس نے حضرت محمد الرسول اللہ (ﷺ) کی زیارت کی (یعنی ملاقات)"۔

امام المفسرین امام قاضی بیضاوی (المتوفی:685ھ) "تفسیر بیضاوی" میں اِسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یعنی اے اہل مکہ مَیں تمہیں اِس قرآن کے ذریعے ڈراؤں اور اُن تمام کو جن کو یہ قرآن پہنچے، چاہے وہ سیاہ ہوں یا سرخ یا ثقلین (جنوں اور انسانوں) میں سے ہوں، یا اے موجود لوگو مَیں تمہیں اِس قرآن کے ذریعے ڈراؤں اور قیامت کے دن تک جس کو قرآن پہنچے اُن کو بھی اور اِس میں دلیل ہے کہ قرآن کریم کے احکام نزولِ قرآن کے وقت تمام موجود لوگوں اور اُس کے بعد کے تمام لوگوں کیلیے عام ہیں"۔

سورۃ الجمعہ کی دوسری اور تیسری آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام فخر الدین الرازی الشافعی (المتوفی:606ھ) "تفسیر کبیر" میں لکھتے ہیں:

"یعنی آپ (ﷺ) صحابہ کرام کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور بعد میں آنے والوں کو بھی تعلیم فرماتے ہیں"۔[21]

فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ جب شیخ الاسلام امام ابن حجر ہیتمی مکی (المتوفی:974ھ) سے سوال کیا گیا:

"هَل يُمكن الْآن الِاجْتِمَاع بِالنَّبِيِّ (ﷺ) فِي الْيَقَظَة والتلقي مِنْهُ"

"کیا اب بھی حضور پاک (ﷺ) سے حالت بیداری میں اکٹھے ہونا اور آپ (ﷺ) سے ملاقات کرنا ممکن ہے؟"

ناچیز سمجھتا ہے کہ سائل کا مطلب یہ تھا کہ کیا اب بھی حضور نبی پاک خاتم الانبیاء والمرسلین سے حالت بیداری میں اکتسابِ فیض حاصل کیا جاسکتا ہے؟ کیا اب بھی آپ (ﷺ) سے راہنمائی لی جاسکتی ہے؟

تو شیخ ابن حجر نے جواباً فرمایا: ہاں یعنی اب بھی حالت بیداری میں آپ (ﷺ) سے ہدایت وراہنمائی لی جاسکتی ہے اور پھر آپ نے جواب لکھا اور جواب کے آخر میں یہ روایت نقل فرمائی کہ جب ولی اللہ نے دورانِ درس، فقیہ سے فرمایا کہ یہ حدیث باطل ہے تو فقیہ نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو اُس ولی نے فرمایا:

"فقال هذا النبی (ﷺ) واقف علی راسك يقول انی لم أقل هذا الحديث و كشف للفقيه فرآه"[22]

"حضور نبی کریم (ﷺ) یہ تیرے سر کے پاس تشریف فرما ہیں اور فرمارہے ہیں کہ مَیں نے یہ حدیث نہیں فرمائی، بعد میں اُس بزرگ نے اُس فقیہ کو بھی زیارت کروادی"۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) (المتوفی: 911ھ) "الحاوی للفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی کے اکثر افعال حالتِ بیداری میں حضور نبی کریم (ﷺ) سے اخذ شدہ تھے۔[23]

---

[21] (التفسیر الکبیر، ج:15، جز:30 ص:5، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

[22] (فتاوی حدیثیہ، جز:1، ص:212)

[23] (الحاوی للفتاوی، ج:2، ص:246، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

شیخ احمد بن مُبارک "الابریز" میں لکھتے ہیں کہ مَیں نے حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ (رحمۃ اللہ علیہ) سے اِس آیت "یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ"[24] کے متعلق دریافت کیا کہ علماء تفسیر کا اس میں بہت سا اختلاف ہے (آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں) حضرت شیخ نے فرمایا:

"لا أفسر لكم الآية إلا بما سمعت من النبى (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) يذكره لنا في تفسيرها بالأمس"[25]

"مَیں اِس آیت کی وہی تفسیر بیان کروں گا جو آپ (ﷺ) سے میں نے سنی تھی جو ہمارے لئے کل آقا کریم (ﷺ) نے اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی تھی"۔

دیوبند مکتبہ فکر کے ایک بہت بڑے محدث اور شارح بخاری علامہ شیخ انور شاہ کشمیری (متوفی:1352ھ) "فیض الباری شرح صحیح بخاری" میں لکھتے ہیں:

"علامہ شعرانی نے بھی بیداری میں رسول اللہ (ﷺ) کی زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ (ﷺ) سے 'صحیح بخاری' پڑھی، اُن آٹھ میں سے ایک حنفی تھا"۔[26]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) اَب بھی کسی کو براہ راست رشد و ہدایت عطا فرما رہے ہیں، کسی کو قرآن مجید کے ذریعے سے، کسی کو اُمت کے وارثین اور دین و ملت کے کاملین کے واسطے سے - الغرض! فیضان نبوت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تسلسل کے ساتھ بغیر کسی انقطاع کے ہر لمحہ ہر لحظہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہے اور تمام عالم انسانیت و جنات اور زمان و مکان کو سیراب کئے جا رہا ہے، ایک لمحہ کیلئے بھی ساکت نہیں ہے اور تا قیام قیامت تمام جن و انس آپ (ﷺ) کی نبوت و رسالت کے فیضان سے رشد و ہدایت کے جام پورے تسلسل کے ساتھ بغیر کسی انقطاع کے بَھر بَھر کے لئے جا رہے ہیں اور لئے جاتے رہیں گے تو ذرا سا بھی عقل و شعور رکھنے والا شخص یہ بتائے کہ جس محبوب پاک (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے جمیع خلق کی ہدایت وراہنمائی کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہو اور اُس ذات پاک (ﷺ) کا فیض بھی تسلسل کے ساتھ جاری و ساری ہو اور اُس محبوب پاک (ﷺ) سے جمیع خلق براہ راست، بلا واسطہ بھی مستفیض ہو رہی ہو اور بالواسطہ بھی، جس میں ایک لمحہ کا بھی انقطاع نہ ہو تو ایمان سے بتائیے، وہاں پر کسی نئے نبی کی نبوت کے پنپنے کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

واللہ، باللہ! وہاں تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ کوئی کذاب، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ گر، اپنی فریب کارانہ جھوٹی نبوت کے اعلان کرنے کا سوچ سکے-

چوتھا حصہ:

خالقِ اَرض و سماء نے آپ (ﷺ) کی نبوت و رسالت کے دائرہ کار کو قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[27]

"آپ فرمادیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے"۔

امام فخر الدین الرازی الشافعی (المتوفی:606ھ) "تفسیر کبیر" اور علامہ ابو حفص سراج الدین عمر بن علی الحنبلی (المتوفی:775ھ) "تفسیر اللباب فی علوم الکتاب" میں اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

[24](الرعد:39)

[25](اَلْاِبریز من کلام سیدی عبد العزیز دباغ، ج:1، ص:226، المکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان)

[26](فیض الباری شرح صحیح بخاری، ج:1، ص:292، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

[27](اعراف:158)

"هَذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَبْعُوثٌ إِلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ"[28]

"یہ آیت اِس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ سیدنا حضرت محمد (ﷺ) تمام مخلوق کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں"۔

آقا کریم (ﷺ) کا جمیع خلق کی طرف مَبعوث کیا جانا اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی رسالت کی دعوت قیامت تک تمام مخلوق کیلئے ہے اور تمام مخلوق آپ (ﷺ) کی رسالت پر ایمان لانے کی مکلف ہے یعنی کائنات انسانی میں خواہ اُس کا تعلق کسی بھی رنگ، نسل، قوم، علاقہ اور زبان سے ہو آپ (ﷺ) اُس کے نبی اور رسول ہوں گے کیونکہ آپ (ﷺ) کی بعثت جمیع خلق کیلئے ہے۔

تو اس سے یہ واضح ہوا کہ کوئی بھی جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والا کذاب، دجال، مفتری، اگر اللہ تعالیٰ کو خالق مانتا ہے اور اپنے آپ کو مخلوق اور انسانیت کی فہرست میں شمار کرتا ہے تو وہ آقا کریم (ﷺ) کی نبوت و رسالت کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یا تو آپ (ﷺ) کی نبوت و رسالت اور ختم نبوت پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائے گا یا انکار کر کے کافر ہو جائے گا۔ اگر آپ (ﷺ) کی نبوت و رسالت پر ایمان نہیں لاتا اور ختم نبوت کا انکار کرتا ہے تو انکار کرتے ہی کافر ہو جائے گا اب وہ مسلمان نہیں رہا، اب اگر وہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو کفر کی بنیاد پر کرے گا۔ تو کافر نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آقا پاک (ﷺ) کی نبوت و رسالت اور آپ (ﷺ) کی ختم نبوت کے انکار نے تو اُسے اسلام سے پہلے ہی باہر نکال دیا تھا۔ تو اِس سے واضح ہوا کہ جو بھی دجال، مفتری اور کذاب جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ کفر کی بنیاد پر کرے گا اور کافر نبی نہیں ہو سکتا۔

آخر میں حضور سیدی مرشدی حضور جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سرپرست اعلی اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر پورے اسلام کی عمارت قائم ہے۔ اگر اِس عقیدے میں ذرا بھر بھی شکوک و شبہات کی دراڑ پیدا ہو گئی تو اسلام کی پوری عمارت دھڑام سے گر جائے گی، اِس لئے آج دشمنِ اسلام اپنے پورے کر و فر اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ مسلمانوں کا اِس عقیدہ سے تعلق کمزور کرنے پر سر توڑ کوششیں کر رہا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو مختلف دُنیاوی مراعات کا جھانسہ دے کر قادیانی بنایا جا رہا ہے تو ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنے تمام اہل و عیال کو بحیثیت مُسلمان ہونے کے اِسلام کے جُملہ عقائد اور خاص کر عقیدہ ختم نبوت سے مُتعلق عقلی اور نقلی دونوں طریقوں سے اُن کی تربیت کریں، جسمانی اور روحانی پاکیزگی، تزکیہ اور طہارت کے لحاظ سے لحہ بہ لحہ اُن کی خبر لیتے رہیں اور وقتاً فوقتاً اُن کے اخلاقیات اور عادات کو جانچتے رہیں کیونکہ یہی ہماری قوم و ملک اور ملت کا عظیم سرمایا ہیں۔ شاعر مشرق، ترجمانِ اسلام، محافظ عقیدۂ ختم نبوت حضرت علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) ختم نبوت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

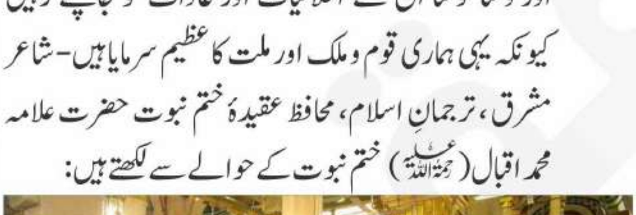

پس خدا بَر ما شریعت ختم کرد
بَر رسول ما رسالت ختم کرد
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفی است

"اللہ تعالیٰ نے شریعت ہم پر ختم کر دی ہے جیسے رسول پاک (ﷺ) پر رسالت ختم کر دی ہے۔ حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد کسی اور نبی کا نہ آنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اس سے ناموسِ دینِ مصطفےٰ کا تحفظ ہے"۔

☆☆☆

[28] (تفسیر کبیر، تفسیر اللباب فی علوم الکتاب)

عقیدۂ ختمِ نبوت کی فضیلت و اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مفتی محمد صدیق خان قادری

اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام (علیہم السلام) کا سلسلہ شروع کیا جس کا آغاز حضرت آدم (علیہ السلام) کی ذات سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام محبوب کریم (ﷺ) کی ذات اقدس پر ہوتا ہے۔ آپ شجر نبوت کے آخری پھل اور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں رب کائنات کی طرف سے انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے مبعوث کردہ آخری نبی و رسول ہیں لہذا حضور خاتم النبیین حضرت محمد (ﷺ) کا آفتابِ رسالت قیامت تک کیلئے پوری انسانیت کو اپنے نورِ نبوت سے منور کرتا رہے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام اور اہل سنت والجماعت کے ان بنیادی اور اساسی عقائد میں سے ہے جس کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا اسلام کے اصول اور ضروریاتِ دین میں سے ہے اگر یہ عقیدہ مجروح ہو جائے تو بندے کے دامنِ ایمان میں کچھ باقی نہیں بچتا اس لئے قرآنِ مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری نجات کے لئے توحید و رسالت، قیامت، معاد و حشر کے عقیدہ کو ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا ہے وہاں عقیدہ ختم نبوت کو بھی ایمان کا جزو لاینفک قرار دیا ہے۔ جس سے ذرا بھر بھی تجاوز دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے۔ لہٰذا عہدِ نبوی (ﷺ) سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آپ (ﷺ) بغیر کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے دعویٰ نبوت میں کوئی صداقت نہیں ہے وہ محض جھوٹا اور کذاب ہے عقیدۂ ختم نبوت چونکہ بڑا اہم اور بنیادی عقیدہ تھا تو آپ (ﷺ) نے نہ صرف اپنے بے شمار فرامین اور احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کی خبر دی بلکہ اپنے غلاموں کو جھوٹے مدعیانِ نبوت سے خبردار بھی کیا جس سے عقیدہ ختم نبوت کی نزاکت اور اس کی فضیلت و اہمیت کا پتہ چلتا ہے لہذا زیر نظر مضمون میں ہم عقیدہ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت پر چند احادیث مبارکہ پیش کریں گے۔

1- حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ [1]

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں (قصرِ نبوت کی) وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

[1] (صحیح البخاری، بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ (ﷺ))

2- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے:

1. أُعْطِيتُ جَوَامِعُ الْكَلِمِ

مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے

2. وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے

3. وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ

اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے

4. وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا

اور تمام روئے زمین کو میرے لئے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے

5. وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے

6. وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ[2]

اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے

اس میں نمبر 5 اور نمبر 6 ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کیونکہ "تمام مخلوق کی طرف" نبی بن کے آنے سے مراد ہی یہی ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہ گئی، سرکار (علیہ السلام) کے علاوہ یہ منصب کسی اور نبی کو حاصل نہیں کہ اس کی نبوت کو کل عالمین کیلئے عموم عطا کیا گیا ہو- چونکہ آپ سب عالمین کی طرف نبی بن کے آئے اس لئے چھٹے نمبر میں مزید وضاحت سے فرمادیا کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے-

3- عبد اللہ بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

فَإِنِّيْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ[3]

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے- (یعنی آخری مساجد الانبیاء ہے)

4- حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ[4]

بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے-

5- محمد بن جبیر اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

لِيْ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ[5]

میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے- میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا-

6- اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِابْنِ أَبِيْ أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ (صلى الله عليه وآله وسلم)؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيْرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ (صلى الله عليه وآله وسلم) نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ[6]

میں نے حضرت عبد اللہ بن اوفی سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا! انہوں نے کہا وہ کم سنی میں وصال فرما گئے تھے اگر ان کے لئے آپ کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے-

[2](صحيح مسلم، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ)
[3](صحيح مسلم بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ)
[4](صحيح البخاري، بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)
[5](صحيح البخاري بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم))
[6](صحيح البخاري، بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ)

7-حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ[7]

نبوت میں سے صرف مبشرات باقی ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبشرات کیا ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اچھے خواب-

8-حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ (ﷺ) خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي[8]

جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تبوک کی طرف نکلے تو آپ نے اپنے پیچھے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کی کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا رہے ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون تھے- مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا-

9-حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ[9]

ہم آخری (نبی) ہیں لیکن قیامت کے دن سبقت کرنے والے ہیں ان کو ہم سے پہلے کتاب عطا کی گئی اور ہم کو ان کے بعد عطا کی گئی-

10-حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

[7](صحيح البخاري، بَابُ المُبَشِّرَاتِ)
[8](صحيح البخاري، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ العُسْرَةِ)
[9](صحيح البخاري بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ؟)

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ[10]

قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ دو گروہوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہو گی ان دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا اور قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تیس دجال وکذاب ظاہر ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہو گا کہ بے شک وہ اللہ کا رسول ہے-

11-حضرت جابر بن عبد اللہ محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت فرماتے ہیں کہ:

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ[11]

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں لیکن اس پر فخر نہیں- میں خاتم النبیین ہوں لیکن فخر نہیں اور میں پہلا شافع اور مشفع ہوں لیکن فخر نہیں-

12-حضرت عِرباض بن ساریہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللهِ مَكْتُوبٌ بِخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ[12]

بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور بے شک (اس وقت) حضرت آدم (علیہ السلام) اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے-

13-حضرت سہل بن سعد بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چچا حضرت عباس کو فرمایا کہ:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَأَبْنَاءِ الْعَبَّاسِ وَ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْعَبَّاسِ[13]

میں خاتم النبیین ہوں پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ حضرت عباس اور ان کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کی بخشش فرما-

[10](صحيح البخاري بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ)
[11](سنن الدارمي بَابُ مَا أُعْطِيَ النَّبِيُّ (ﷺ) مِنَ الْفَضْلِ)
[12](صحيح ابن حبان، جز:14، ص:313)
[13](المعجم الكبير، جز:6، ص:205)

14- حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ [14]

بے شک رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی کوئی نبی ہے۔

15- حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آقا کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [15]

اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبوت کا جو سلسلہ ابو البشر حضرت آدم (علیہ السلام) سے شروع ہوا تھا وہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) پر ختم ہو چکا ہے قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنی رسالت عامہ کو کمال صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ نے مختلف تمثیلات کے ذریعے خاتم النبیین کے معنٰی کو بلیغ انداز سے واضح فرمادیا ہے۔ آپ (ﷺ) نے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دے کر خود کو اس کی آخری اینٹ قرار دیا جس کے معنٰی یہ ہیں کہ قصر نبوت مکمل ہو چکنے کے بعد اب اس میں ایک اینٹ کی گنجائش بھی نہیں ہے آپ نے احادیث مبارکہ میں خاتم النبیین کی صراحت "لا نبی بعدی" کے الفاظ کے ذریعے فرما کر ہر قسم کی نبوت کے امکان کی کلیتاً نفی فرمادی۔ آپ نے اپنے بعد نبوت کا جھوٹا دعوٰی کرنے والوں کی پیشگی خبر دے کر امت کو بروقت ان کے فتنے سے خبر دار کیا۔ آپ (ﷺ) نے حضرت عمر اور حضرت علی (رضی اللہ عنہما) جیسے جلیل القدر صحابہ کیلئے بھی امکانِ نبوت کی نفی فرما کر، اُمتی نبی کے تصور ہی کو جڑ سے کاٹ کر معدوم کر دیا۔ آپ (ﷺ) نے اپنی زبانِ حق سے واضح فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی بھی مبعوث نہیں ہو گا۔ البتہ میرے بعد امت میں خلفاء ہوں گے اس سے ثابت ہوا کہ امتِ محمدی (ﷺ) میں کوئی شخص خلیفۃ الرسول تو ہو سکتا ہے مگر نبی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارات ہیں جو کہ نیک خواب ہیں۔ اس فرمان اقدس سے آپ (ﷺ) نے اس امکان کی نفی فرمادی کہ کوئی شخص عالم خواب میں ہونے والی بشارات کی بنیاد پر دعوٰی نبوت کر دے۔

الغرض! حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنے بعد نبوت کے ہر احتمال اور امکان کی کلیتاً نفی فرما کر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین نے بھی اپنے قول و عمل کے ذریعے نہ صرف عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس عقیدہ کی فضیلت و اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔

حضرت حبیب بن زید انصاری کو آقا کریم (ﷺ) نے یمامہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا تو اس نے حضرت حبیب کو کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

اس نے پھر کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت حبیب نے جواب دیا کہ میں بہرا ہوں

[14] (سنن الترمذی، بَابُ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ)

[15] (سنن الترمذي بَابُ فِي مَنَاقِبِ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رضی اللہ عنہ))

میں تیرا کلام نہیں سنتا وہ ظالم آپ کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور یہی سوال دہراتا رہا اور حضرت حبیب اس کو یہی جواب دیتے رہے- یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے-[16]

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دل میں عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت کس قدر اجاگر تھی-

تابعین میں سے حضرت ابو مسلم خولانی جن کا اصل نام عبداللہ بن ثوب ہے، ان کی داستان بھی قابل رشک اور قابل ذکر ہے- آپ یمن کے رہنے والے تھے، آقا کریم (ﷺ) کے عہد مبارک میں ہی ایمان لائے لیکن آپ (ﷺ) کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا موقع نہ مل سکا- یمن میں اسود عنسی نامی شخص نبوت کا جھوٹا دعویدار ظاہر ہوا- وہ لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتا تھا، اس نے حضرت ابو مسلم خولانی کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی تو ابو مسلم نے انکار کیا- پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم حضرت محمد (ﷺ) کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں میں ایمان رکھتا ہوں- اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ جلائی اور حضرت ابو مسلم کو اس آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ بے اثر ہو گئی اور آپ صحیح سلامت رہے- یہ صورتحال دیکھ کر اسود عنسی اور اس کے پیروکاروں پر خوف طاری ہو گیا اور انہوں نے اسود عنسی کو مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کر دو ورنہ ان کی وجہ سے تمہارے متبعین کا ایمان متزلزل ہو جائے گا چنانچہ آپ کو جلاوطن کر دیا گیا- آپ یمن سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے- اس وقت آپ (ﷺ) کا وصال مبارک ہو چکا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ تھے جب ان سے ملاقات ہوئی اور سارا حال سنایا تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ (ﷺ) کے اس شخص کی زیارت کرائی ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ جیسا معاملہ فرمایا-[17]

مذکورہ واقعہ سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی کے دل پر عقیدہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت کی اتنی گہری چھاپ تھی کہ انہوں نے آگ میں جانا تو قبول کر لیا لیکن ذرا بھر بھی آپ اس عقیدے سے متزلزل نہیں ہوئے جس کی وجہ سے اللہ پاک نے آپ کو محفوظ رکھا-

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اس بات پر باقاعدہ اجماع ہوا کہ مدعیٔ نبوت واجب القتل ہے- آپ (ﷺ) کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں ہوئیں ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد 259 ہے؛ اور تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ میں لڑی گئی اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد 1200 ہے جن میں سے 700 قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے تو گویا کہ صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جامِ شہادت نوش کر گئی تو اس سے عقیدہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے-

☆☆☆

[16] (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جز:1، ص:320)

[17] (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جز:4، ص:175)

نبوت کے جھوٹے دعویدار اور ان کا انجام

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

یہ شعر دراصل حضور نبی کریم (ﷺ) کے اس فرمان مبارک "اِنَّمَا بُعِثْتُ فَاتِحًا وَ خَاتِمًا"، "مجھے دریائے رحمت کھولنے اور سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کرنے کیلئے مبعوث فرمایا گیا- (بحوالہ مصنف عبد الرزاق) کی ترجمانی ہے-

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ"

"اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آچکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی"-

یہ ایک فرمانِ مصطفےٰ (ﷺ) کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے حالانکہ اس جیسے کئی مقامات پہ تاجدارِ کائنات، خاتم الانبیاء، شافع روزِ جزا حضور احمد مجتبیٰ (ﷺ) کی ختم نبوت پہ دلالت کرنے والی سینکڑوں احادیث مبارکہ اور قرآن مجید کی آیات مبارکہ موجود ہیں جس کی روشنی میں علماء و محققین نے ختم نبوت پہ کئی جامع اور مستند کُتب لکھیں اور تقریباً ہر محدث اور مفسر نے اپنی اپنی تصنیف میں ختم نبوت کے باب کو اہم باب کے طور پر شامل فرمایا- اتنی صریح نصوص کی وجہ سے ہی علامہ تفتازانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"حضور نبی کریم (ﷺ) کا کلام (حدیث مبارک) اور کلام الٰہیہ (قرآن مجید) جو آپ (ﷺ) پہ نازل ہوا اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ آپ (ﷺ) نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا ہے اور آپ (ﷺ) کائناتِ انسانی بلکہ تمام جن و انس کی طرف (رسول (ﷺ) بن کر) مبعوث ہوئے ہیں- قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ آپ (ﷺ) آخری نبی ہیں"-[1]

لیکن اس کے باوجود ختم نبوت کے بارے میں مشکوک رویہ، سوچ اور عمل بظاہر سمجھ سے بالاتر غضبِ الٰہی کو دعوت دینے کے عین مترادف ہے- ان کے انجام کے بارے میں علامہ ابن کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) رقم طراز ہیں:

"اللہ عزوجل نے قرآن میں اور سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے متواتر احادیث مبارکہ میں صاف طور پر بتادیا کہ آپ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگوں پہ عیاں ہوجائے کہ آپ (ﷺ) کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، دھوکہ باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگرچہ شعبدہ بازی، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب، کمالات اور نیرنگیاں دکھائے- لیکن اصحابِ عقول جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ فریب اور گمراہی ہے جیسا کہ اسود عنسی نے یمن اور مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا جن کے فاسد احوال اور جھوٹے اقوال سے ہر ذی فہم اور ہر ذی عقل پہ واضح ہوگیا ہے کہ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں- ان پر اللہ پاک کی لعنت ہو قیامت تک ہر مدعی نبوت کا یہی حال ہو گا"-[2]

حقیقت اس خطرے کے بارے میں حضور نبی رحمت (ﷺ) نے پہلے ہی آگاہ فرمادیا تھا- جیسا کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

[1](شرح عقائد نسفیہ، بیان فی ارسال الرسل)

[2](ابن کثیر. إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، (الناشر: دار طیبة) زیر آیت: احزاب:40)

"عنقریب میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے **حالانکہ** میں **خاتم النبیین** ہوں اور **میرے بعد کوئی نبی نہیں** آئے گا"۔[3]

بد بخت جھوٹے مدعیانِ نبوت اور ان کا عبرت ناک انجام:

دو بدبخت (مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی) ایسے تھے، جنہوں نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے دور مبارک میں دعویٰ نبوت کیا- جیسا کہ "بخاری شریف" میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب (ﷺ) کے دور مبارک میں مسیلمہ کذاب آکر کہنے لگا اگر محمد (ﷺ) مجھے اپنا (معاذ اللہ) جانشین مقرر کر دیں تو میں ان کی پیروی کرنے کے لئے تیار ہوں اور اپنی قوم کے بہت سے آدمی لے آیا پس سیدی رسول اللہ (ﷺ) اس کی طرف تشریف لے گئے اور آپ (ﷺ) کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) تھے اور رسول اللہ (ﷺ) کے دست اقدس میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا حتیٰ کہ آپ (ﷺ) مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور ارشاد فرمایا: اگر تم مجھ سے اس شاخ کے ٹکڑے کا بھی سوال کرو گے تو میں تم کو یہ نہیں دوں گا (خلافت نبوت میں حصہ تو دور کی بات ہے) تیرے متعلق جو اللہ پاک کی تقدیر ہے تو اس سے نہیں بھاگ سکتا اگر تو نے (اسلام سے) پیٹھ پھیری، تو اللہ عزوجل تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اور بے شک میں تمہیں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا تھا-[4]

جو خواب کا ذکر مبارک ہے اس کی تفصیل صحیح بخاری میں یہ ہے:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جس وقت میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، تو مجھے ان دونوں کی وجہ سے فکر لاحق ہوئی، تو خواب میں میری طرف یہ وحی فرمائی گئی کہ میں ان پر پھونک ماروں، پس میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں (کنگن) اڑ گئے -پس میں نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ میرے بعد دو جھوٹوں کا ظہور ہو گا، ان میں سے ایک عنسی ہے اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ کذاب ہے-[5]

مسیلمہ کذاب ملعون کو نتائج کی پرواکئے بغیر سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے واصلِ جہنم فرمایا- اس کے بارے میں شارحِ بخاری علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"یہ (بدبخت) 9ھ میں مدینہ منورہ آیا یہ وفود کے آنے کا سال تھا- امام ابن اسحاق (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: جب یہ وفد سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں گیا جس میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اور جب یہ واپس یمامہ گیا تو مسیلمہ کذاب (لعنۃ اللہ علیہ) مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا، اس کو یمامہ میں حضرت وحشی (رضی اللہ عنہ) نے قتل کیا تھا، جس وقت اس کو قتل کیا گیا، اس کی عمر 150 سال تھی-

اسود عنسی کے بارے میں شارحِ بخاری علامہ غلام رسول سعیدی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

اس کا نام الاسود الصنعانی ہے، اس کو ایک صحابی رسول (ﷺ) حضرت فیروز دیلمی (رضی اللہ عنہ) نے صنعاء میں قتل کیا- یہ سیدی رسول اللہ کی حیات مبارک کا واقعہ ہے اس وقت آپ (ﷺ) کی طبیعت مبارک ناساز تھی اور

---

[3](الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي–مصر 1395ھ) (أَبْوَابُ الفتن، ج:4، ص:499، رقم الحديث:2219)

[4](البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاة-1422ھ) کتاب المناقب، بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ، ج:4، ص:303، رقم الحديث:3620)

[5](صحیح بخاری، رقم الحدیث:3621)

اسی میں آپ (ﷺ) کا وصال مبارک بھی ہوا، حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اس کے قتل کی بشارت عطا فرمائی تھی"۔[6]

اب ذیل میں حضور رسالت مآب (ﷺ) کی بعثت اور آپ (ﷺ) کے تشریف لانے کے بعد جنہوں نے دعویٰ نبوت کی ناپاک جسارت کی ان کے بارے میں کتب احادیث اور دیگر مستند کتب سے اخذ کرکے انتہائی اختصار کے ساتھ لکھنے کی کوشش کرتے ہیں-

حارث بن سعید کذاب دمشقی نے عبد الملک بن مروان کے دور میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- خلیفہ عبد الملک مروان کے حکم پر ہی اسے قتل کرکے سولی پہ چڑھادیا گیا-

119ھ میں مغیرہ بن سعید عجلی نے اور بیان بن سمعان تمیمی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں امیر عراق خالد بن عبد اللہ قسری نے انہیں قتل کرکے سولی پہ لٹکایا اور بعد میں لاشوں کو گڑھے میں ڈال کر جلوادیا-

ابو منصور عجلی نے دعویٰ نبوت کرکے ثبوت کے طور پہ (قادیانی ملعون کی طرح) قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی من مانی تاویلات کیں تو عراق کے حکمران یوسف بن عمر ثقفی نے اسے گرفتار کرکے پھانسی پہ لٹکادیا-

بہافرید نیشاپوری نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا، عبد اللہ بن شعبہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسے گرفتار کرکے ابو مسلم خراسانی کے دربار میں پیش کیا جنہوں نے تلوار سے اس کا سر قلم کردیا-

ملعون اسحاق اخرس یہ ملعون 135ھ میں اصفہان میں ظاہر ہوا- ان ایام میں ممالک اسلامیہ پر خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی حکمران تھا- مغربی نبوت کا جھوٹا دعویدار جو 10 سال تک گونگا بنا رہا- اسی بنا پر یہ اخرس یعنی گونگے کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا- ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کرتا- خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے جب اس کی سرکوبی کرنا چاہی تو اسے پہلے پہل کامیابی نہ ہوئی لیکن بعد میں بھرپور معرکہ کے بعد اس کو جہنم رسید کردیا-

استاد سیس خراسانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- خلیفہ ابو جعفر منصور کے حکم پر خازم بن خزیمہ نے اس کی فوج کو شکست دی اور اس کو گرفتار کرکے اس کی گردن اڑادی-

بابک بن عبد اللہ نے دعوائے نبوت کیا: 222ھ میں خلیفہ معتصم کے حکم پر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر الگ کرکے ہلاک کردیا-

علی بن محمد خارجی: 270ھ میں خلیفہ معتمد کے زمانے میں موفق نے اس کی فوج کو شکست دے کر اس کا سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا-

ابو سعید حسن بن بہرام قرمطی: یہ بھی 281ھ کے دور میں جھوٹی نبوت کا داعی تھا اور آخر کار 301ھ میں اپنے غلام صقلبی کے ہاتھوں ایک حمام میں واصل جہنم ہوا-

علی بن فضل یمنی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- یہ فتنہ 19 سال تک جاری رہا، اس نے یزید ملعون کی طرح محرمات کو حلال کیا، آخر کار اس کی خرافات سے تنگ آکر 303ھ میں بغداد کے لوگوں نے اُس کو زہر دے کر ہلاک کردیا-

حامیم مجلسی نے 313ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور خرافات کے علاوہ اس نے دو نمازوں کا حکم دے رکھا تھا- آخر 319ھ یا 320ھ میں قبیلہ مصمودہ سے احواز کے مقام پر ایک لڑائی میں مارا گیا-

عبد العزیز باسندی نے 322ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا- حاکم ابو علی بن محمد بن مظفر نے اس کی سرکوبی کیلئے لشکر کو روانہ کیا اور لشکر اسلامی نے محاصرہ کرکے شکست دی اور سر کاٹ کر خلیفۃ المسلمین کو بھجوادیا-

ابو منصور عیسی برغواطی: یہ بھی کذاب مدعی نبوت تھا، اس کو 369ھ میں بلکین بن زہری سے جنگ میں شکست ہوئی اور ہلاک ہوا-

ابو الطیب احمد بن حسین متنبی: یہ 303ھ میں کوفہ کے محلہ کندہ میں پیدا ہوا- فنون ادب اور لغاتِ عرب پہ مہارتِ تامہ رکھتا تھا- یہ جھوٹا مدعی نبوت تھا- اس نے ضبہ عینی شخص کے خلاف ایک قصیدہ لکھا جو اس کی ہلاکت کا باعث بنا-

[6] (سعیدی، غلام رسول (علیہ الرحمۃ)، سید، نعمۃ الباری، ایڈیشن دوم، (لاہور: فرید بک سٹال، 1434ھ)، ج:6، ص:666)

اصغر تغلبی: اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا-439ھ میں حاکم نصر الدولہ بن مروان نے ایک دستہ بھیج کر اس کو گرفتار کروایا اور جیل میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا-

احمد بن قسی: یہ بھی کذّابین میں سے تھا، 560ھ میں حاکم عبد المومن نے اس ملعون کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا-

عبد الحق مرسی: یہ بھی ایک کذاب تھا، اس نے ایک روز فصد کھلوایا- قہر الٰہی سے خون بہتا رہا- یہاں تک کہ 668ھ میں ہلاک ہوا-

عبد العزیز طرابلسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، مرزا لعین کی طرح یہ بھی کئی رنگ بدلتا- آخر حاکم طرابلس کے حکم پر 717ھ میں ایک لشکر نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا-

مرزا غلام احمد قادیانی: 1835ء میں قادیان (بھارت) میں شیطان کا سینگ طلوع ہوا اور 1908ء میں بیت الخلاء میں عبرت ناک موت سے دوچار ہو کر واصل جہنم ہوا- اس نے 1889ء میں جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی -اس فتنہ کو کمزور کرنے میں جہاں دیگر علماء اسلام کی پر خلوص کاوشیں ہیں وہاں کلیدی کردار تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے، اس فتنہ کو جہاں انگریز کی پشت پناہی حاصل تھی ،وہاں اس کو نام نہاد مسلمانوں کی صفوں سے بھی تائید ملی جس کو وہ ملعون بطور دلیل پیش کرتا- جیسا کہ بعض نامور علمائے کرام کی متنازع کتب میں کچھ اس طرح کے خیالات لکھے تھے کہ:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ (ﷺ) کا زمانہ (اقدس) انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ (ﷺ) آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخرِ زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں-(اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھ لینا کہ آپ (ﷺ) سب میں آخری نبی ہیں یہ نا سمجھ اور گنواروں کا خیال ہے"-

اِسی طرح ایک اور مقام پہ لکھا گیا تھا کہ

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (ﷺ) کوئی نبی پیدا ہو گا تو پھر بھی خاتمیت محمدی (ﷺ) میں کوئی فرق نہیں آئے گا-(اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے)-(العیاذ باللہ تعالیٰ)-[7]

حرفِ آخر:

میرے کریم آقا سیدی رسول اللہ (ﷺ) کے لب اقدس سے نکلے الفاظ عین وحی الٰہی ہیں-اس لیے ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، آپ (ﷺ) کے فرمان مبارک کی روشنی میں آپ (ﷺ) کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوں گے اور ان شاء اللہ ملت اسلامیہ اور علماء حق سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی سنت ادا کرتے ہوئے ہر محاذ پہ اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر اس کا سدباب کرتے رہیں گے اور اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑتے رہیں گے -(ان شاء اللہ عزوجل) آخر میں ناچیز نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اس فتوٰی کے ساتھ اپنی معروضات کو اس دعا کے ساتھ سمیٹا ہے کہ اللہ عزوجل ہم سب کو لجپال آقا (ﷺ) کی حرمت پہ کٹ مرنے کی توفیق مرحمت فرمائے - حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں اس پر امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ حضور نبی کریم (ﷺ) فرما چکے ہیں "لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں)-[8]

☆☆☆

[7] (فقیہ ملت، جلال الدین احمد امجدی، فتاوٰی فیض رسول، (لاہور، اکبر بک سیلرز، جنوری، 2015ء) ج:3، ص:268)

[8] (ابو الصالح، فیض احمد اویسی، شرح حدائق بخشش، (لاہور، اکبر بک سیلرز، فروری، 2020ء)، ج:06، ص:126)

عقیدۂ ختمِ نبوت اور فتنہ قادیانیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد شاہد حبیب

اگر ہم تاریخ اسلام کے جھروکوں میں لمحہ بھر کیلئے جھانکیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ بد قسمتی سے ملتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں تقسیم ہوئی، باہمی تعصب نے بارہا امتِ مسلمہ کے امن و سکون کو درہم برہم کیا- فتنہ و فساد کے شعلوں نے بڑے الم ناک حوادث کو جنم دیا اور گردشِ دوراں نے امتِ مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کو انتشار و افراق میں بدل دیا- لیکن اتنے اشد اختلافات کے باوجود تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس امر پر متفق رہے کی حضور نبی کریم (ﷺ) آخری نبی ہیں اور آقا پاک (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی اسلامی نظام کی مثل کوئی نیا نظام آئے گا- چنانچہ گزشتہ 14 صدیوں میں جس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اس لعین کو مرتد قرار دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی نبوت کو خاک میں ملا دیا گیا اور جس نے بھی اسلام کی مثل نیا نظام رائج کرنے کی کوشش کی وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوا- جیسا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے آخری نبی ہونے کی شہادت رب لم یزل نے کتاب انقلاب میں دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے-

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا“[1]

”نہیں ہیں محمد (ﷺ) کسی کے والد تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے“-

حضور (ﷺ) کے آخری نبی ہونے کی تائید و تصدیق خود آپ (ﷺ) کے درجنوں فرامین سے ہوتی ہے-

یہی وجہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر ہمیشہ ملتِ اسلامیہ کا اجماع رہا ہے اگر ہم ہندوستان کی تاریخ کو بنظر عمیق دیکھیں تو یہ بات طشت از بام ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان اپنی سیاسی و مذہبی بالا دستی کھو دینے کی وجہ سے سخت ذہنی پریشانی اور یاس و قنوط کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اس اضمحال و اضطراب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کوئی مرد خدا آ کر انہیں اس کرب و بلا سے نجات دلائے-اس دور کے مسلم دانشور بھی احیاء اسلام کے درد سے مضطرب و بے چین تھے مگر انہیں دوہری دشواری کا سامنا تھا ایک تو انقلاب زمانہ نے ان سے دنیاوی حکومت اور جاہ و جلال چھین لیا تھا، دوسری طرف یورپ کا مادی انقلاب ان کی دینی اقدار کو پامال اور جذبہ جہاد کو سبوتاژ کر رہا تھا- ادھر انگریزوں کے ناپاک عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے میر جعفر اور میر صادق سے بڑھ کر غدار، ضمیر فروش، ابن الوقت اور ایسے

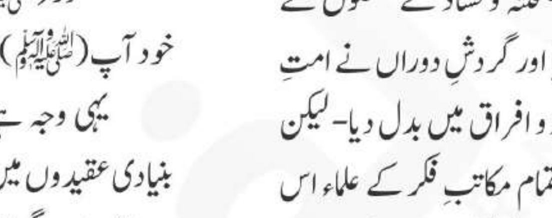

[1] (الاحزاب:40)

دین فروش کی ضرورت تھی جو کمپنی بہادر کا وفادار اور انگریز سرکار کا ایجنٹ ہو- چنانچہ 1875ء کی تحریک آزادی کے بعد امت مسلمہ کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کیلئے اور مسلمانوں کے دینی عقائد کو مسخ کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا- بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کی تحصیل بٹالہ کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان کے رہنے والے اس شخص نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ عالم کے روپ میں سامنے آیا، کبھی سازش کے تحت عسائیوں سے مناظرہ کر کے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا- کبھی دجل و فریب پر مبنی کتابیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا تو کبھی اپنی جھوٹی تعلیمات کے اشتہارات شائع کر کے سستی شہرت حاصل کرتا رہا-[2]

کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا تو کبھی مامور من اللہ بنا- کبھی خود کو محدث کہا تو کبھی اپنے آپ کو امام زماں لکھا- کہیں مہدی اور کہیں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو ظلی بروزی نبی بنا- مختصر یہ کہ بالآخر 1901ء میں تمام حدود پھلانگ کر اپنی جھوٹی نبوت و رسالت کا اعلان کر دیا اور لوگوں کے سامنے اسلام کے متوازی ایک نیا دین پیش کیا-

یہی وجہ ہے کہ آج تک جدید علماء مفکرین اور دانشور حضرات امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرتے رہے اور اس فتنے کی سرکوبی کے لئے شب و روز کوشاں رہے ملت اسلامیہ کے ہزاروں نوجوانوں نے اسی مقدس مشن کی خاطر اپنی متاع زیست کو نذرانے کے طور پر ہتھیلیوں پر نقد پیش کیا-

1- امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے فتنہ قادیانیت کے متعلق فرمایا تھا کہ:

"مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور ان سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے"-[3]

2- مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے قادیانیت کے متعلق وسیع معلومات ٹھوس حقائق اور ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے پیش نظر فرمایا تھا کہ:

"قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں"-[4]

3- عالم اسلام کی عظیم شخصیت مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا کہ:

"مرزا قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا میں اس سلسلہ میں قانون انگریز کا پابند نہیں قانون محمدی (ﷺ) کا پابند ہوں"-[5]

4- پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ:

"فتنہ قادیانیت خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہے"-[6]

یہی وجہ تھی کہ عالم اسلام اس فتنے کے خلاف جو ملت اسلامیہ کے لئے زہر قاتل ثابت ہوا نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر کا مصداق ہو چکا تھا- جس کی وجہ سے ممالک اسلامیہ میں قادیانیوں کے ساتھ بُرا حشر ہوا-

1953ء میں مصر نے اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دیا-

1965ء جنوبی افریقہ کی جوڈیشل (Judicial) نے فتویٰ جاری کیا کہ احمدی مسیحائی کافر ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں-

[2](عبد الحکیم خان اکتر شاہجہان پوری، برطانوی مظالم، ص:11)

[3](امام احمد رضا خان بریلوی، احکام شریعت، لاہور: رضا پبلیکیشنز، 2000، ص:3)

[4](ڈاکٹر غلام جیلانی برق، حرف محرمانہ، ص:5)

[5](حوالہ بالا، ص:6)

[6](جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، فتنہ انکار ختم نبوت، لاہور: ضیاالقرآن پبلیکیشنز، 1998، ص:8)

24 اپریل 1973ء میں ملت اسلامیہ کی عالمی تنظیم رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس میں اسلامی ممالک کی 100 سے زائد تنظیموں کے مقتدر نمائندے شریک ہوئے جنہوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔[7]

آخر کار امت مسلمہ کی بے شمار قربانیاں اور کاوشیں ثمر بار ثابت ہوئیں اور فتنہ قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل اس وقت ٹھوک دی گئی جب 7 ستمبر 1974ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون منظور کرتے ہوئے قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دیا۔

یہ تھا وہ اجمالی جائزہ جو فتنۂ قادیانیت کے خلاف ملت اسلامیہ کی عظمت کا آئینہ دار ہے۔

ملت اسلامیہ کیلئے لمحہ فکریہ:

یہ بات اب روز روشن کی طرح مترشح ہو جاتی ہے کہ فتنہ قادیانیت دین و ملت کے لئے کس طرح زہر قاتل ثابت ہوا۔ بانی قادیانیت اور اس کے پیروکاروں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنا کردار ادا کیا اور یہ لوگ ملت اسلام کے غدار اور انگریزوں کے وفادار رہے۔ اسلامی شعائر کو مٹانے اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے درپے رہے پر بڑا المناک حادثہ جو مسلمانوں کو پیش آیا اس سے قادیانی سازش اور غداری کی بو آتی ہے بلکہ وہ قادیانیوں کا شاخسانہ تھا۔

1. عرب ممالک پر انگریزوں کا قبضہ
2. ہندوستان میں انگریز راج کو دوام بخشنے میں قادیانی کاوشیں
3. مسجد کانپور کی شہادت
4. تحریک خلافت جلیانوالہ باغ کا خونی حادثہ
5. اسرائیل کی تعمیر میں قادیانیوں کا کردار
6. تحریک آزادی ہند کی مخالفت
7. پاکستان بھارت 1965ء کی جنگ
8. بنگلہ دیش کی علیحدگی
9. مسئلہ کشمیر کا التواء
10. پاکستانی ایٹمی پلانٹ کی قادیانی مخالفت
11. پاکستانی اقتدار پر قابض ہونے کی کوشش

المختصر! یہ کہ ہر موقعہ پر قادیانیوں نے شرمناک کردار ادا کیا اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں اسلام دشمن طاقتیں برطانیہ روس امریکہ اور انگریزوں کی ناجائز اولاد اسرائیل کا بھرپور ساتھ دیا حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے امریکہ کی سی آئی اے اسرائیل کی موساد اور بھارت کی ایجنسیوں سے بڑھ کر دشمنان اسلام کیلیے خدمات سرانجام دیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک نے ہمیشہ قادیانیوں پر نوازشات کیں اور ان کے ذریعے ملت اسلامیہ کے اہم خفیہ راز حاصل کیے آج بھی اسرائیل میں بڑی تعداد میں قادیانی سرکاری عہدوں پر فائز ہیں جو کہ عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنتے رہتے ہیں۔ روزنامہ اوصاف کی رپورٹ یکم اکتوبر 1999ء کے مطابق قادیانی انتہائی اہم محکموں پر چھائے ہوئے ہیں۔[8] حال ہی میں ملک کے ممتاز محقق محمد متین خالد نے اپنے مضمون ''دہشت گرد کون'' میں یہ انکشاف کیا ہے کہ حالیہ دہشتگردی میں قادیانی ملوث ہیں۔ لہذا ارباب اقتدار اور ملت اسلامیہ سے گزارش ہے کہ وہ بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنے کے دشمنان اسلام کی اس فریب سازش سے نبرد آزما ہونے کیلئے سینہ سپر رہیں کیونکہ:

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

☆☆☆

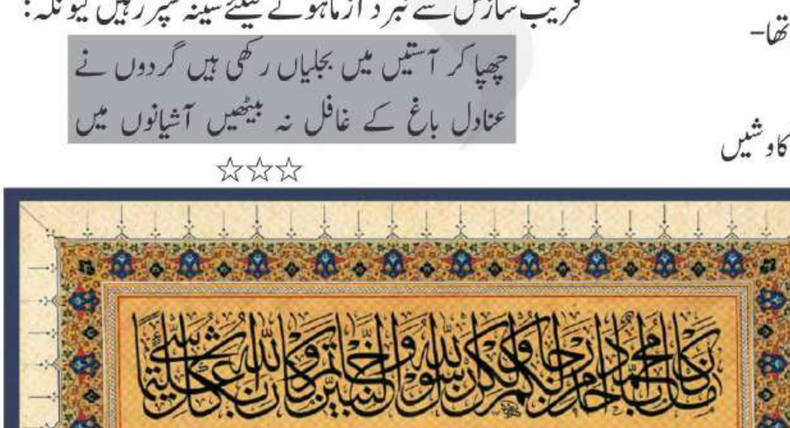

[7] (پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادینیت، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 1995ء، ص: 7)

[8] (روزنامہ اوصاف، مورخہ یکم اکتوبر، 1999ء)

عقیدہ ختمِ نبوت

تعلیمات حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں

لئیق احمد

عطائے خداوندی سے قیامت تلک والقلم کی حرمت سے والضحیٰ کے جلوؤں کو عشاقانِ محبوبِ خدا بیان کرتے رہیں گے- حضور رسالت مآب (ﷺ) کی شانِ اقدس بیان کرنے کیلئے اگر ساتوں سمندر کے پانی کو سیاہی بنا دیا جائے اور اس زمین پر موجود ہر شجر کاغذ بن جائیں تب بھی شانِ مصطفےٰ (ﷺ) بیان کرنے کا حق ادا نہ ہوسکے گا- اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالت مآب (ﷺ) کو تخلیق کے لحاظ سے اول بنایا اور بعثت کے لحاظ سے آخر بنایا ہے- آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس دنیا میں جلوہ فرما کر عمارتِ نبوی کو اکملیت عطا فرمادی اور اب تاقیامت کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا- قرآن مجید فرقان حمید نے واضح طور پر حضور نبی کریم (ﷺ) کیلئے ختم الرسل اور خاتم النبیین کے خطابات کا اعلان کر کے ابد تک کیلئے مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے اور جو بزمِ آخر کے شمع فروزاں کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور دینِ اسلام میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں-

اہلِ حق ہر دور میں عملاً، قولاً، فعلاً منکرینِ ختم نبوت کے باطل استبداد کا قلع قمع کرتے آئے ہیں- صوفیائے کاملین، علماء وعارفین کی سوانح حیات اٹھا کر دیکھ لیں، عقیدۂ ختم نبوت پر کسی قسم کی مصالحت و مفاہمت نہیں کی گئی ہے- عارفوں کے سلطان حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہٗ) وہ صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے محبوب مکرم خاتم النبیین (ﷺ) کے اذن سے تصوف پر 140 سے زائد تصانیف تحریر فرمائی ہیں اور تقریباً ہر صفحہ پر ہی مختلف اسلوب سے ثنائے مصطفےٰ علیہ تحیۃ الثناء بیان فرمائی ہے- تعلیماتِ سلطان باھو (قدس اللہ سرہٗ) کے قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ آپ (قدس اللہ سرہٗ) نے تقریباً اپنی ہر تصنیف میں عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق تسوید و تحریر فرمائی ہے- زیرِ نظر مقالہ میں آپ (قدس اللہ سرہٗ) کی تصنیفات میں موجود ختمِ نبوت اور خاتم النبیین کے متعلق اقتباسات کو یکجا کیا گیا ہے-

عقیدہ ختم نبوت کا منکر کافر ہے

عقیدہ ختم نبوت:

سلطان العارفین (قدس اللہ سرّہٗ) نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر عقیدہ ختم نبوت کو واضح فرمایا ہے اور حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو برملا کافر لکھا ہے- جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”پانچ مراتب ایسے ہیں جن پر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اگر کوئی ان پر پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دینِ محمدی (ﷺ) سے برگشتہ و کافر ہے میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں“-

قرآن مجید حضور (ﷺ) کے بعد کسی پر نازل نہیں ہو سکتا-

مراتبِ معراج پر حضور پاک (ﷺ) کے علاوہ اور کوئی نہیں پہنچ سکتا-

مراتبِ نبوت پر انبیاء کے علاوہ اور کوئی نہیں پہنچ سکتا-

سوائے پیغمبروں کے اور کسی پر وحی نازل نہیں ہوسکتی-

اصحاب کبار اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مراتب تک اور کوئی نہیں پہنچ سکتا“-[1]

[1] (محک الفقر کلاں، ص:35)

اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی رسالت و نبوت کے مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی امّت محمدیہ کے کسی بھی صاحب فضیلت شخص کا مرتبہ انبیاء کے برابر یا اس سے بڑھ سکتا ہے- جیسا کہ حضور سلطان العارفین لکھتے ہیں:

"انبیاء (علیہم السلام) کے بعد علماء ہیں لیکن نبوت کے بعد کچھ نہیں"-[2]

مہرِ نبوت کا ذکر:

ختم نبوت کی سب سے بڑی دلیل حضور نبی کریم (ﷺ) کی مہر نبوت ہے جس کا نقش آپ (قدس اللہ سرہٗ) نے اپنی تصانیف "محک الفقر کلاں" اور "کلید التوحید کلاں" میں درج فرمایا ہے- آپؒ مہر نبوت کا ذکر اپنے دلنشین انداز میں یوں فرماتے ہیں:

ہر کہ بیند مہر را بر پشت ماہ
بہ ز ماہی مہر نبوی مصطفےٰ

"ہر کسی کو خال چاند پر نظر آتا ہے اس سے کہیں زیادہ خوبصورت نقش حضور نبی کریم (ﷺ) کی پشت مبارک پر مہر نبوت کا ہے"-[3]

لفظ خاتم النبیین:

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرّہٗ) کی تصانیف خواہ اس کا تعلق نثر سے ہو یا نظم سے عشقِ رسول (ﷺ) میں ڈوبی نظر آتی ہیں-

آپ (قدس اللہ سرّہٗ) نے اپنی تصانیف میں آقا کریم (ﷺ) کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے کثرت کے ساتھ خاتم النبیین کے لقب کو درج فرمایا ہے- جہاں آپ حضور نبی کریم (ﷺ) کی نعت بیان کرتے ہوئے مختلف القاب کو بیان کرتے ہیں لیکن جس کلمہ کو آپ نے بطور لقب سب سے زیادہ بیان فرمایا ہے وہ "خاتم النبیین" ہے جس کا مقصود جہاں حضور نبی کریم (ﷺ) کی نعت ہے وہیں آپؒ اپنے قاری کے عقیدہ کو بھی پختہ فرما رہے ہوتے ہیں- چند ایک اقتباسات درج ذیل ہیں:

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے: محبوب! آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا، جن کی صفات متبرکات ہیں فنافی ذات ھو اور وہ ہیں خاتم الانبیا رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ والہ وأصحبه وأهل بيته اجمعين[4]

اللہ تعالیٰ کے حکم، حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کی اجازت اور "خاتم النبیین" حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کی مجلس کی حضوری کی بدولت فقیر کو ایک زبردست قوت حاصل ہوتی ہے جس کی بنا پر مشرق سے مغرب تک تمام عالم اُس کے قبضہ و تصرف میں ہوتا ہے-[5]

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے: محبوب! آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا، جن کی صفات متبرکات ہیں فنافی ذات ھو اور وہ ہیں خاتم الانبیاء رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ و الہ و أصحبه و أهل بيته اجمعين"-[6]

"اگر کوئی شخص آدم (علیہ السلام) سے لے کر "خاتم النبیین" حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) تک اور اُن سے لے کر روزِ قیامت تک جملہ انبیاء و اولیاء اللہ صاحبِ مراتب مومن مسلمانوں کی ارواح سے ملاقات و مجلس و مصافحہ کرے اور تمام ارواح کے نام جانے اور ہر ایک کو پہچانے تو اِس سے بہتر اور کیا چیز ہے؟"[7]

"بے حد و بے حساب درود پاک ہو سید السادات حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) پر جو محمود ہیں سلطاناً نصیرا کے خطاب سے جن کا مقام ہے قاب قوسین او ادنی، جو جامع ہیں اسرار المنتہیٰ کے جن کی نعت میں فرمان حق تعالیٰ ہے: محبوب آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا-

[2] (اسرار القادری، ص:10)
[3] (محک الفقر کلاں، ص:591)
[4] (اسرار القادری، ص:49)
[5] (کلید التوحید کلاں، ص:257)
[6] (اسرار القادری، ص:49)
[7] (کلید التوحید کلان: ص، 41)

جن کی صفات متبرکات ہیں- فنانی ذاتِ ھو اور وہ ہے خاتم الانبیاء رسول رب العالمین "صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ واھل بیتہ اجمعین"۔[8]

"اسے بھی سروری قادری کہتے ہیں جسے خاتم النبیین رسول رب العالمین سرور دو عالم (ﷺ) اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر (رحمۃ اللہ علیہ) بھی اسے اس طرح نوازیں کہ اسے خود سے جدا نہ ہونے دیں-[9]

بعض کو حاضرات کلمہ طیبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کے تصرف و تفکر سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے ان کا باطن ان کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے بعض کو خاتم النبیین حضرت محمد (ﷺ) بمعہ اصحاب کبار، جملہِ انبیاء و رسول و جملہِ اولیاء و اصفیاء و مجتہدین اور جملہ غوثِ قطب کی مجالس کی حضوری سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے-[10]

حضرت آدم (علیہ السلام) نے دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھا "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پس آدم (علیہ السلام) تعجب ہوئے اور پوچھا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ محمد رسول اللہ کس کا نام ہے؟ اللہ تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے آدم! تمہارے فرزندوں میں سے ایک رسول آخر الزمان ہو گا جس پر نبوت ختم ہو جائے گی محمد رسول اللہ اس کا نام ہے-[11]

جس طرح خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں اسی طرح خاتم وحدانیت راز الٰہی فضل اللہ ہے اور خاتم ذکر اللہ کلمہ طیب "لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ" کا ذکر ہے-[12]

حضرت آدم (علیہ السلام) سے حضرت خاتم النبیین (ﷺ) تک اور خاتم النبیین (ﷺ) سے قیامت تک سات دور ہیں-[13]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے: "ترک دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حب دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے- یہ بات حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) تک لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تمام پیغمبروں نے کہی ہے اور تمام انبیاء نے ترک دنیا کا حکم دیا ہے، پھر تو ان سب کے خلاف چلنے کی خطا کیوں کرتا ہے"؟[14]

جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اور روح اعظم اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم (علیہ السلام) کے وجود میں داخل ہوئی اور حضرت آدم (علیہ السلام) کو "علم آدم الاسماء" کا علم عطا کر دیا گیا تو ان کی نظر عرش پر پڑی وہاں انہوں نے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا، جب آپ نے یہ کلمہ پڑھا تو تعجب سے بولے کہ یہ کیا؟ اللہ کے نام کے ساتھ یہ دوسرا نام "محمد" کس کا ہے؟ بارگاہ حق تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے آدم! یہ تیرے بیٹے محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں جو خاتم النبیین ہیں اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت فرمائیں گے-[15]

حضرت آدم (علیہ السلام) اور حضرت نوح (علیہ السلام) کے درمیان 2022 سال کا زمانہ ہے، حضرت نوح (علیہ السلام) اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے درمیان 1100 سال کا زمانہ ہے، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت داؤد (علیہ السلام) کے درمیان 570 سال کا زمانہ ہے، حضرت داؤد (علیہ السلام) اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان 500 سال کا زمانہ ہے، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان 1187 سال کا زمانہ ہے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان 600 سال کا زمانہ ہے- اِس طرح آدم (علیہ السلام) سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول

[8] (اسرار القادری، ص:15)
[9] (محک الفقر کلاں، ص:389)
[10] (نور الہدیٰ، ص:483)
[11] (مجالسۃ النبی، ص:60-61)
[12] (محک الفقر کلاں، ص:465)
[13] (محک الفقر کلاں، ص:563)
[14] (محک الفقر کلاں، ص:629)
[15] (محک الفقر کلاں، ص:749-751)

اللہ (ﷺ) کی ولادتِ باسعادت تک 5979 سال کا عرصہ ہے۔[16]

طالبِ مولیٰ کے کیا معنی ہیں؟ طواف کنندۂ دل، اہلِ ہدایت کہ جس کے دل میں صدق ہو جیسے کہ صاحبِ صدق حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہٗ) جیسے کہ صاحبِ عدل حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہٗ)، جیسے کہ صاحبِ حیا حضرت عثمان (رضی اللہ عنہٗ)، جیسے کہ صاحب رضا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، جیسے کہ سر تاجِ انبیاء و اصفیاء خاتم النبیین امین رسولِ ربِّ العالمین صاحب الشّریعت و السّر حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کہ یہ تمام طالبانِ مولیٰ مذکر ہیں۔[17]

حمد و نعت

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ناموں سے تقدّس اور اپنی کبریائی سے برتر و اعلیٰ ہے اور ”خاتم النبیین“ حضرت محمد (ﷺ) کی نعت میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ”اور سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی“ اور اس کی آل، اصحاب اور اہل بیت سب پر سلامتی ہو۔

اے تلمیذ الرحمٰن! جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے سلک سلوک کی برکات کے فیض تصوّف کے نکات تصوّر و تصرّف سے آپ (ﷺ) کو عین توحید ذات برزخ بنا کر خاتم النّبیین سیّد المرسلین کا خطاب عطا کیا۔[18]

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ علم کے تین حروف ہیں: ع، ل، م۔ پس حرف ع سے: انسان کو وہ کچھ سکھایا، جو اسے معلوم نہ تھا اور حرف ل سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اس کو وکیل پکڑو اور حرف م سے محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے والد نہیں، بلکہ وہ رسول خدا اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے، مراد ہے اور اس علم پر مضبوط رہ۔[19]

دونوں جہاں کے پروردگار کا شکر ہے اور خاتم النّبیین حضرت محمدّ مصطفیٰ (ﷺ)، آپ کی آل و اصحاب اور اہل بیت (رضی اللہ عنہم) سب پر درود و سلام ہو۔[20]

جب کوئی علم مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے جس سے سات مجالس کی حضوری کھلتی ہے اور وہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد (ﷺ) تک تمام انبیائے کرام کی ارواح کی زیارت کرتا ہے۔[21]

عالم باللہ اسے کہتے ہیں، جسے تمام علم قرآن و حدیث ازبر ہو اور ان کی تفاسیر سے بھی آگاہی ہو اور جو اپنے باطن کو حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر خاتم النبیین (ﷺ) تک کے تمام پیغمبروں کی ارواح مجلس سے ملاقات کرائے۔[22]

اے باھُوؒ! میرے مُرشد و رہبر تو حضور محمدّ مصطفیٰ خاتم النبیین (ﷺ) ہیں اور میرے پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے اہل کرم ہیں۔[23]

سید المرسلین (ﷺ) کو خاتم النبیین ماننا ہر مسلمان کے لئے لازم وملزوم ہے۔ اور یہ وہ حساس عقیدہ ہے جہاں عالم اور عارف، ملا اور صوفی سب یک زبان ہیں۔ اصفیاء و اتقیاء کی تصنیفات ہوں یا علماء و فقہاء کی کتابیات ہوں، سب میں ختم نبوت کے عقیدہ پر ٹھوس دلیلیں اور واضح ارشادات موجود ہیں جو آج کے مسلمان کے لئے اس عقیدہ کی اہمیت و حرمت کو سمجھنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضور رسالت مآب (ﷺ) کی بعثت سلسلہ نبوت کی خاتم ہے اور اب قیامت تلک خاتم الانبیاء کی شریعت ہی باقی اور جاوداں رہے گی۔ بے شک و بلا شائبہ!

☆☆☆

[16] (عین الفقر، ص:371)
[17] (عین الفقر، ص:171)
[18] (محبت الاسرار، ص:33)
[19] (مفتاح العارفین، ص:127)
[20] (نور الہدیٰ خورد، ص:15)
[21] (شمس العارفین، ص:139)
[22] (قرب دیدار، ص:57)
[23] (فضل اللقاء، ص:147)

ردِّ قادیانیت پر

امامِ اہلسنّت کی کُتب ورسائل

مفتی محمد شیر القادری

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی (ﷺ)
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی (ﷺ)
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی (ﷺ)
ملکِ کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی (ﷺ)

جمالِ محمدی (ﷺ) کی تخلیق سے لے کر تخلیقِ کائنات کی کُن تلک، محبوب کی شان میں "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" سے "لَولَاكَ لَمَا أظهرة الربوبية" کے نعتیہ قصیدے تلک اور آدم (علیہ السلام) کی دعا کے وسیلے سے لے کر نویدِ مسیحا (علیہ السلام) تلک فقط اور فقط نبی آخر الزماں (ﷺ) ہی کا چرچہ اور بول بالا رہا اور حضور رسالتِ مآب (ﷺ) کے خاتم النبیین ہونے کی منادیاں دی گئیں کہ جس کی خاطر اس کائنات کو مسخر کیا گیا وہ ہستی کامل اکمل مکمل کو خلقت سے قبل تخلیق کیا اور سرچشمہ ہائے ہدایات کا امام اور خاتم بنا کر مبعوث فرمایا۔

قرآن مجید فرقان حمید کے اعلان "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"[1] اور خود جنابِ رسول اللہ (ﷺ) کے فرمان "وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي و أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي"[2] سے واضح ہو جاتا ہے کہ بلا شک و شبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے اور اب آپ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اس میں کسی قسم کی بھی تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ قرآن مجید اور حدیث پاک کی رو سے سراسر کذاب ہے۔ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں نے ہر دور میں سر اٹھایا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے ہر ہر دور میں ان کذابوں کو منہ کے بل روندا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تلک محافظانِ عقیدۂ ختم نبوت ان کاذبوں کافروں کا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ برصغیر پاک وہند میں جب قادیانی فتنے نے جنم لیا اور عقیدہ ختم نبوت کے انکاری ٹھہرے تو سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت اور آپ کے خاندان نے بھرپور انداز میں مرزا قادیانی کی مخالفت کرتے ہوئے اسے کافر و منافق ٹھہرایا اور منکرینِ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے رد میں سینکڑوں فتاویٰ پیش فرمائے، جبکہ کئی معتبر و مصدقہ رسائل بھی اسی باطل کی ردّ و ابطال میں تحریر فرمائے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں قلمی رسائل کا سلسلہ سن 1315ھ میں شروع ہوا جب امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا مفتی حامد رضا خانؒ نے ردِ قادیانیت پر سب سے پہلا رسالہ "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" کے نام سے تصنیف فرمایا جس میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی حیات پر تفصیل سے بات کی گئی ہے اور کذاب غلام قادیانی کے مثلِ مسیح ہونے کا بھرپور ردّ کیا گیا۔

[1](الاحزاب:40)
[2](سنن ابی داود: رقم الحدیث: 4252)

1317ھ میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) نے رسالہ "جزاء اللّٰہ عدوہ بآباہ ختم النبوۃ" تصنیف فرمایا جس میں عقیدۂ ختم نبوت پر 120 احادیث اور منکرین عقیدۂ ختم نبوت کی نفی میں جیّد ائمہ کرام کی تیس تصریحات شامل کی گئیں- اسلاف کی کتب میں واضح طور پر حضور (ﷺ) کے خاتم النبیین ہونے پر دلائل موجود ہیں- امام راغب اصفہانی، امام اسمٰعیل بن حماد الجوہری، علامہ ابن منظور اور علامہ الزبیدی جیسے تمام آئمہ لغت نے خاتم النبیین سے مراد نبی اور انبیاء کے آخری فرد کے ہی لئے ہیں- امام راغب اصفہانی نے "المفردات" میں اسی متعلق فرمایا:

"وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ"

یعنی حضور (ﷺ) کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ (ﷺ) نے نبوت کو ختم فرمادیا- بعین اس طرح ائمہ تفاسیر نے بھی خاتم النبیین سے مراد یہی لیا ہے- حضرت عبد اللہ ابن عباس، علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن جوزی، امام فخر الدین رازی، علامہ بیضاوی، علامہ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، علامہ اسماعیل حقی و دیگر (رحمۃ اللہ علیہم) نے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی اور "سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے" کے لئے ہیں-

1320ھ میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) نے "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" کے عنوان سے دوسرا رسالہ تحریر فرمایا جس میں نصوصِ احادیث اور شرعی دلائل سے مسلمان شوہر کے مرزائی مرتد کافر ہو جانے کے بعد میاں بیوی کا نکاح باطل ہو جانا ثابت کیا گیا ہے- اس کے بعد 1323ھ میں رسالہ "قہر الدیان علی فرقۃ بقادیان" تحریر فرمایا جس میں مرزا قادیانی کے شیطنت الہامات اور اس کی کتب کے کفریہ اقوال کو واضح کیا گیا- امام اہلسنت نے ختم نبوت کے متعلق فتویٰ دیتے ہوئے فرمایا کہ "حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین (ﷺ) اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے- جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ سے شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے-[3]

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خاتم النبیین میں لفظ النبیین کے الف لام کے مستغرق ہونے کے اعتراض پر سن 1326ھ میں "رسالہ المبین ختم النبیین" تحریر فرمایا اور اس میں کثیر دلائل کے ساتھ اس اعتراض کا جواب دیا ہے- کیونکہ قادیانیوں نے خاتم النبیین کی عجیب اور من گھڑت تفسیر کر لی تھی کہ حضور نبی مکرم (ﷺ) نبیوں کی مہر ہیں کہ اب جو بھی نبی آئے گا اس پر آپ علیہ الصلوۃ التسلیم کی مہر تصدیق ثبت ہو گی- یہی نہیں بلکہ قادیانی فتنہ نے دھڑلے سے اعلان کیا کہ کوئی ایک نبی نہیں بلکہ قیامت تک کئی ہزار نبی آسکتے ہیں جو کہ در حقیقت دینِ اسلام کے 1400 برس کی تاریخ اور فرامینِ قرآن وسنن و احادیث و اقوال و اجماع کے سراسر خلاف تھا- تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے دل و جان سے تحریکِ جدوجہد چلائی یہاں تلک کہ اپنے وصال سے ایک ماہ قبل بھی 3 محرم الحرام 1340ھ میں رسالہ "الجزار الدیان علی المرتد القادیان" تحریر فرمایا-

المختصر یہ کہ امام صاحب علیہ الرحمہ منکرین ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے مقابل مردِ مجاہد کی حیثیت سے میدانِ عمل میں اترے اور اس فتنے کا سر اپنے قلم سے قمع کیا- آپ علیہ الرحمہ کی بھرپور کاوشوں اور جہد مسلسل کو ہر موافق و مخالف تسلیم کرتا ہے اور بلا شائبہ تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت میں امام صاحب علیہ الرحمہ کا اسم گرامی اولین میں شمار ہوتا ہے-

☆☆☆

[3] (فتاویٰ رضویہ، ج6، ص57)

علامہ اقبال کی ضربِ کلیم اور تحفظ ختم نبوت

صاحبزادہ سلطان احمد علی

حکیم الامت علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب ’’ضربِ کلیم‘‘ کی مختلف نظموں میں جابجا فتنہ قادیانیت پہ کڑی تنقید کی ہے- ان سب نظموں کو اور ان کے تفصیلی پسِ منظر کو تو شاید اس مختصر مضمون میں بیان نہ کیا جا سکے، لیکن، ان میں سے چیدہ چیدہ کا سر سری مطالعہ کریں گے -ان مختلف نظموں کے بیان سے قبل تاریخی طور پہ بتانا چاہوں گا کہ علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) پاک و ہند کے فلاسفہ، سیاستدانوں اور اہل علم و دانش میں وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قادیانی جماعت کو سرکاری سطح پر غیر مسلم کمیونٹی (کافر) گردانا چاہیے- جیسا کہ حکیم الامت فرماتے ہیں:

The best course for the rulers of India is in my opinion to declare the Qadianies a separate community. This will be perfectly consistent with the policy of the Qadianies themselves and the Indian Muslims will tolerate them just as they tolerate the other religions.

’’میری رائے میں ہند کے حکمران (برطانوی راج) کیلئے بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ وہ قادیانیت کو (مسلمانوں سے الگ) ایک علیحدہ مذہبی کمیونٹی (غیر مسلم یعنی کافر) ڈکلیئر کریں- یہ قادیانیوں کی اپنی حکمتِ عملی سے بھی مطابقت رکھے گا اور پاک و ہند میں بسنے والے مسلمان بھی انہیں اسی طرح برداشت کر لیں گے جیسے وہ دوسرے مذاہب (ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی اور دوسرے غیر مسلموں) کو برداشت کر لیتے ہیں‘‘-

قادیانیت پر اقبال کی رائے:

اقبال کے نقطۂ نظر میں قادیانیوں کو علی الاعلان غیر مسلم قرار دیئے جانے سے ہندوستان میں موجود فسادات ختم ہو جائیں گے- مزید علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ’’میرے نزدیک بہائی کمیونٹی (قادیانیوں سے) زیادہ دیانتدار ہے کیونکہ اس نے خود کو بروقت غیر مسلم واضح کر دیا تھا- یہی وجہ ہے کہ وہ ایران اور دنیا کے کئی حصوں میں قیام پذیر ہیں اور مسلمان بھی ان کو برداشت کر رہے ہیں‘‘- چونکہ ’’peaceful co-existence‘‘ کی مسلمانوں کی 1400 برس پہ محیط تاریخ ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ بہت اچھا رویہ اختیار کرتے ہیں- اس لئے کوئی بھی غیر مسلم کمیونٹی (ہندو، پارسی، عیسائی، لامذہبی) ہمارے ارد گرد یا پڑوس میں آباد ہو، وہ امن سے قیام پذیر ہے- اس لئے حکیم الامت علامہ اقبال کا یہ مطالبہ تھا کہ قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں اور اگر یہ کم از کم سرکاری سطح پہ خود کو غیر مسلم واضح کر دیتے ہیں تو پاک و ہند میں برپا فساد ختم ہو جائے گا-

ختمِ نبوت پر اقبال کی رائے:

*First, that Islam is essentially a religious community with perfeëtly defined boundaries belief in the Unity of God, belief in all the Prophets and **belief in the finality of Muhammad's Prophethood.** The last mentioned belief is really the factor which accurately draws the line of demarcation between Muslims and non-Muslims and enables one to decide whether a certain individual or group is a part of community or not.*

’’اول، اسلام ناگزیر طور پر ایک مذہبی کمیونٹی ہے جس کی حدود متعین ہیں- توحیدِ الٰہی پر ایمان، تمام انبیا کرام پر ایمان اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت پر ایمان- ایمان کا آخر الذکر

حصہ (یعنی آقا پاک (ﷺ) کا خاتم النبیّین ہونا) در اصل وہ عنصر ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان حد فاصل کا تعین کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرنے کی استعداد بخشتا ہے کہ کوئی شخص یا گروہ اسلام کا حصہ ہے یا نہیں"۔

مطالعہ ضربِ کلیم:

ضربِ کلیم میں سے سات نظموں کا زیرِ نظر مضمون میں مطالعہ کیلئے انتخاب کیا گیا ہے، اُن میں سے قادیانیت اور خود مرزا قادیانی ملعون کے متعلق اقبال کی فکر کے مختلف گوشے عیاں ہوتے ہیں- مثلاً: قادیانیوں کا مرزا ملعون کے جھوٹے الہامات کو تشریعی ماننے پہ زور اور انکار کرنے والوں جملہ اسلامیانِ عالَم کو کافر کہنا- مرزا کے ترکِ جہاد کے تصور پہ تنقید اور ترکِ جہاد کا فتویٰ دینے کی وجہ مرزا کا "شیخ کلیسا نواز" ہونا- قادیانیت کا ایک بد ترین فتنہ ہونا- قادیانی الہامات کا الحاد و بے دینی سے بھی بد تر ہونا- قادیانی جھوٹے الہامات کا فتنہ چنگیز کی طرح قوم کیلئے انتہائی بھیانک و تباہ کن ہونا- قادیانیت برگِ حشیش ہے-

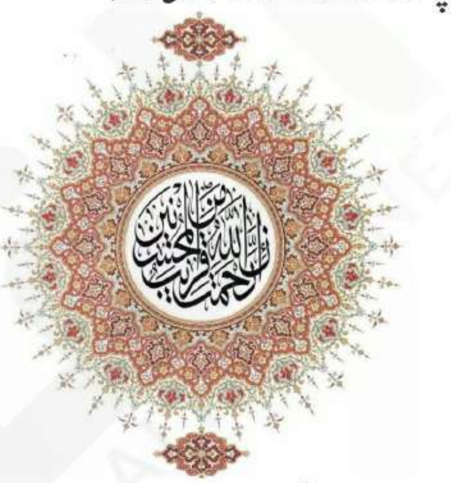

1. ہندی مسلمان

علامہ اقبال اپنی اِس نظم میں ایک ہندوستانی مسلمان کا نوحہ لکھتے ہیں کہ ہندی مسلمان سے کن کن لوگوں کے کیا کیا اختلافات ہیں-مثلاً برہمن ہندی مسلمان کو غدار کہتا ہے، انگریز ہندی مسلمان کو گداگر کہتا ہے اور اب پنجاب سے ایک نئی شریعت (قادنیت) اٹھی ہے جو اپنے گروہ کے علاوہ پاک و ہند میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے-بزبانِ حکیم الامت:

غدّارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

یہ بات شاید عام لوگوں کو بھی کم معلوم ہے کہ قادیانی اپنے فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ باقی تمام مسالک و فرقوں کے مسلمانوں کو علی الاعلان کافر کہتے، سمجھتے اور لکھتے ہیں-مثال کے طور پہ تین مختصر اقتباسات ملاحظہ ہوں:

1. جو شخص مرزا قادیانی کو نہیں مانتا، وہ مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے، خواہ اس نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو"-[1]
2. مسلمانوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا، یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان کا معصوم بچہ مر گیا، اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا"-[2]
3. مرزا قادیانی اپنی کتاب تذکرہ (مجموعہ الہامات، کشوف و رؤیا، ص:280) پہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"-

نظم "ہندی مسلمان" میں پنجاب کے اربابِ نبوت والا شعر اس قادیانی عقیدہ کی طرف اشارہ ہے - اگر اس شعر کی ترکیب "اربابِ نبوت کی شریعت" پہ غور کیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اقبال کے نزدیک قادیانی ملعون نے حتماً، دعوائے نبوت کیا ہے اور اپنی الگ شریعت اختراع کی ہے اور اپنے فاسد و جھوٹے الہامات کی تشریعی حیثیت پہ زور دیتا ہے تبھی ان کا انکار کرنے والوں کو کافر اور جہنمی کہتا ہے-

2. جہاد

چونکہ مرزا قادیانی نے جہاد کے حرام ہونے پر فتوٰی دیا تھا کہ فی زمانہ جہاد حرام ہو چکا ہے تو اس کے جواب میں علامہ اقبال نے "ضربِ کلیم" میں ایک نظم لکھی جس کا عنوان ہی "جہاد" ہے-پہلے شعر میں "شیخ" کا لفظ طنزاً مرزا ملعون کیلئے استعمال کیا گیا ہے- نظم جب اپنے اختتام کی طرف بڑھتی ہے تو یہ طنز مزید واضح ہو جاتا ہے کہ اقبال واشگاف الفاظ میں مرزا ملعون کو 'شیخِ کلیسا نواز' لکھتے ہیں یعنی انگریز کا زر خرید غلام-اقبال فرماتے ہیں:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر

[1] (آئینہ صداقت از قادیانی خلیفہ میاں محمود)

[2] (میاں محمود خلیفہ قادیانی، اخبار الفضل، قادیان)

تیغ و تُفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لَرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دُنیا کو جس کے پنجۂ خُونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زِرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پُوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

علامہ اقبال صاحب قادیانی فتنہ پہ تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں نہ بتلائیں کہ جہاد کو ترک کرو بلکہ "تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی" جن انگریزی آقاؤں کے ٹکڑوں پہ قادیانی پلتے ہیں ان کو بھی یہ درس دیا کریں کہ جنگی جنون اور عالمی قتل و غارت گری کو ترک کریں- جاوید نامہ کے آخری حصہ "خطاب بہ جاوید" میں اقبال نے ایران کے بہا اللہ کے بہائی مذہب اور ہندوستان کے مرزا ملعون کے قادیانی مذہب پہ موازناتی تبصرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں نے کس طرح الگ الگ زمانوں میں اسلام کو شدید نقصان پہچانے کی کوشش کی ہے:

آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد!

"ایک نام نہاد پیغمبر ایران سے تھا (بہاء اللہ) اور دوسرا ہندی نسل سے تھا (مرزا قادیانی)- پہلے نے حج منسوخ کر دیا اور دوسرے نے جہاد"-

تا جہاد و حج نماند از واجبات
رفت جاں از پیکرِ صوم و صلوٰت

"جب جہاد اور حج (مسلمانوں کے لئے) واجب نہ رہے تو روزوں اور نمازوں کی روح بھی ختم ہو گئی"-

روح چوں رفت از صلوٰت و از صیام
فرد ناہموار و ملت بے نظام!

"جب نماز اور روزے سے روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت میں کوئی تنظیم نہ رہی (انتشار ہو گئی)"-

3. امامت

حکیم الامت علامہ اقبال کی نظم "امامت" کی ابتدا ایک نامعلوم سائل کے سوال سے ہے جس نے حقیقتِ امامت پہ سوال پوچھا، اس کے بعد کے مصرعہ میں سائل کیلئے دُعا ہے، اگلے تین اشعار میں اقبال نے اسلامی تصورِ امامت کی وضاحت کی ہے جبکہ آخری شعر میں قادیانیوں کے پھیلائے ہوئے امامت کے جھوٹے تصور پہ تنقید ہے جس میں اقبال قادیانیت کو سخت ترین و بد ترین فتنہ قرار دیتے ہیں- چونکہ مرزا قادیانی مغرب کی بے جا پرستاری کرتا تھا اور مسلمانوں کو بھی مغربی پرستاری کی نصیحت کرتا تھا اس لئے اقبال کے نزدیک ایسا شخص یا گروہ سوائے فتنے کے کچھ نہیں-

تُو نے پُوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اَسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہُو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

4. وحی

اس نظم میں بھی اقبال کے پہلے شعر میں قادیانی تصورِ امامت و وحی پہ تنقید کی گئی ہے:

عقلِ بے مایہ امامت کی سزا وار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں، تو زبوں کارِ حیات
فکرِ بے نُور ترا، جذبِ عمل بے بُنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

5. ہندی اسلام

اسی طرح ضربِ کلیم کی ایک نظم "ہندی اسلام" میں قادیانیوں کے دعوٰیٔ الہام پہ تنقید کرتے ہوئے اسے الحاد کے مماثل قرار دیتے ہیں- اس شعر میں موجود فکر کے مطابق ملت کی بقا کا انحصار وحدتِ افکار میں ہے، یہاں وحدتِ افکار سے مراد مسلمانوں میں ایسے مسلّمات و مشترکات ہیں جن پہ ہر ایک

اسلامی فرقہ کا غیر متزلزل یقین ہے جیسا کہ توحید باری تعالیٰ، ختمِ نبوت، قرآن مجید- اقبال کے نزدیک قادیانی الہام، الحاد یعنی بے دینی سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس سے وحدتِ ملّت پارہ پارہ ہوتی ہے:

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

6. الہام اور آزادی

اس نظم میں الہام کے خیر افروغ ہونے یا شر انگیز ہونے کی بحث ہے جس میں پہلے چار اشعار میں الہامِ خیر افروغ پہ بات کی گئی ہے جس میں الہام کے خیر ہونے پہ یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ جسے الہام ہو رہا ہے اس کا "بندۂ آزاد" ہونا لازم ہے- بندۂ آزاد کا الہام قوم کی تقدیر بدل کے رکھ دیتا ہے جس کیلئے اقبال نے بلبل کے تنِ نازک میں شاہین کی اداؤں کا ظہور، گداؤں میں جمشید و پرویز کی شان و شوکت ظاہر ہونا جیسی اعلیٰ تشبیہات سے بیان کیا ہے- لیکن آخری ایک شعر میں الہامِ شر انگیز بیان ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جسے الہام ہوا وہ بندۂ آزاد نہیں بلکہ "بندۂ محکوم" تھا- اقبال محکوم کے الہام سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ وہ اقوام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے- اس کے بھیانک پن کو اقبال نے چنگیز کی غارت گری سے تشبیہ دی ہے- اقبال چونکہ مرزا ملعون کو "شیخ کلیسانواز" سمجھتے تھے تو ان کی نظر میں وہ بندۂ محکوم تھا (اور یقیناً تھا) اس لئے آخری شعر قادیانی شیطانی الہامات کے ردّ پہ ہے- نظم ملاحظہ ہو:

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
اس کے نفَسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چمنستاں شرر آمیز
شاہیں کی ادا ہوتی ہے بُلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحَر خیز!
اُس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صُورتِ چنگیز

7. نبوت

اسی طرح علامہ اقبال کی نظم "نبوت" قادیانی تصورِ نبوت پر یوں کڑی تنقید کرتی ہے کہ:

مَیں نہ عارِف، نہ مُجدّد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام
ہاں، مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام
عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفَتِ ماہِ تمام
"وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں قُوّت و شوکت کا پیام"

اقبال فرماتے ہیں کہ وہ نبوت جو مسلمانوں کو ترکِ جہاد اور غلامی سکھارہی ہے یہ برگِ حشیش تو ہو سکتا ہے لیکن یہ مسلمانوں کے لئے قابل خیر ثابت نہیں ہو سکتا- جاوید نامہ کی اختتامی طویل نظم "خطاب بہ جاوید" میں بھی اقبال نے جہاں فتنہ بہائیت و فتنہ قادیانیت پہ تنقید کی ہے وہاں بھی یہی مضمون لائے ہیں کہ ایسے الہام سے بچ کے رہو جو "عقاب کے بچے میں بطخ کی صفات پیدا کرے" - "پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق" میں اقبال کی نظم "حرفے چند با ملتِ عربیہ" کا آغاز بھی اسلام کی قوت و شوکت کی روایت سے ہوا ہے، اقبال کے استعارات، تشبیہات اور تلمیحات میں اگر جھانکا جائے تو جن انبیائے کرام (علیہم السلام) اور ان کے جن اوصاف، واقعات و متعلقات کو اقبال نے برتا ہے وہ از خود واضح ہے کہ دلگیری، شکست خوردگی اور محکومانہ روشِ انبیائے کرام کی تعلیمات کے منافی ہے- مثلاً: نارِ نمرود سے سیدنا خلیل اللہ (علیہ السلام) کی بے خوفی، عصائے موسیٰ (علیہ السلام) اور "شمشیر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" کی ترکیب- یہ سب اشارے دین کی اس قوت کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو مومن کو کفر و باطل کے مدمقابل کھڑے ہونے، مزاحمت کرنے اور بالآخر فتحیاب ہونے پہ رغبت دلاتے ہیں- اس کے برعکس قادیانیت کا "ترکِ جہاد" کا عَلَم ایک برگِ حشیش ہے جس میں زندگی کی ہر رمق و رونق ماند پڑ جاتی ہے-

☆☆☆

اردو نعت میں عقیدہ ختمِ نبوت

ڈاکٹر نذر عابد
صدر شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
کو-رائیٹر: محمد مستحسن جامی

عقیدہ ختم نبوت ہر مومن کے ایمان کا جزو لازم ہے- مسلمانوں کے لہو میں دوڑتے اس پاکیزہ عقیدے کے حوالے سے امت مسلمہ کا ہر فرد عقلی و جذباتی ہر دو سطح پر تیقن کے اس پختہ مرحلے میں ہے کہ بظاہر اسے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں- تاہم عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کے لیے ہمارے علماء و صلحاء نے دلائل و براہین کا ایک قابل رشک ذخیرہ فراہم کر رکھا ہے-

دیگر زبانوں کی طرح اردو میں بھی نعتیہ شاعری کا ایک قابل رشک ذخیرہ موجود ہے جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے- اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اردو میں یہ ذخیرہ اپنے معیار اور رفتار کے اعتبار سے دیگر زبانوں کی نسبت زیادہ وقیع ہے- اردو نعت کے موضوعات میں آقا کریم (ﷺ) کے شمائل، خصائل اور فضائل کے ساتھ ساتھ سیرت پاک کے متعدد پاکیزہ پہلو شعری صورتوں میں سامنے آتے ہیں- اس کے علاوہ اردو نعت میں روحِ عصر کی ترجمانی بھی ملتی ہے- روح عصر کی یہ ترجمانی عمومی طور پر دو سطح کی ہے- ایک یہ کہ نعت کے پیرائے میں عصری مسائل اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا تذکار ملتا ہے اور دوسرے یہ کہ بعض اوقات شاعر اُمت کی موجودہ زبوں حالی کو حضور نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں استغاثے کی صورت میں پیش کرتا ہے- مذکورہ تمام پہلوؤں سے جائزہ لیا جائے تو اردو نعت میں عمدہ شعری نمونے موجود ہیں-

اردو کے نعتیہ شعری سرمائے میں موضوعاتی تنوع کے اس جلو میں مختلف عقائد کا رنگ بھی نمایاں ہے- عقائد کے ان رنگوں میں ایک اہم رنگ عقیدۂ ختم نبوت کا رنگ ہے- عوامی سطح پر بھی عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت چونکہ ملت اسلامیہ کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے لہٰذا اسی عوامی رو، ملی رجحان اور خود شاعروں کی اپنی ایمانی و جذباتی وابستگی کے تحت اردو نعت گو شعراء نے اس بنیادی عقیدے کو اپنی نعت کے نمایاں موضوع کے طور پر برتا ہے-

اردو شاعری میں ختمِ نبوت کا عقیدہ بطور مضمون کے اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ اردو شاعری کی اپنی تاریخ پرانی ہے- اردو کے ہر عہد اور ہر دور میں شعراء ختمِ نبوت کے مضمون پہ لکھتے رہے ہیں- زیرِ نظر مقالہ کی ابتدا کرونولوجیکل آرڈر میں کرتے ہیں اور صرف بطور نمونہ چند ایک شعرا کے کلام کا جائزہ لیتے ہیں- پھر گفتگو کو سمیٹتے ہوئے معاصر شعراء کا نمونہ ہائے کلام بھی شامل کریں گے-

ملا غواصی دکنی (متوفی:1650ء):

تو اوّل تو آخر تو ہی ہے امیر
تو ظاہر تو باطن نبی ہے بے نظیر
محمد نبی سید المرسلین
سدا روشن اس سے ہے دنیا و دین
ہوئے ختم اس پر نبوت کے گن
بجے طبل اس کا قیامت لگن
محمد نبی خاتم الانبیا

شرف جس تئیں حق جلمیں ہمنا دیا
ہزاروں ہمن سار کی نیک نام
محمد پر صدقہ ہیں ساری تمام

ملا نصرتی (متوفی: 1674):

رہے نامور سید المرسلیں
کہ آخر ہے وے شافع المرسلیں
نول رُکھ پہ خلقت کے اے دل توں ریچ
وہی پھل ہے آخر جو اول ہے بیچ
ترا خاتم اے خاتم الانبیا
رسالت کے فرمان پہ سکہ چلا

عبد الغفور نسّاخ عظیم آبادی (متوفی: 1674):

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفےٰ
جس سے عالَم کو ہوئی حاصل صفا
سیدِ کونین ختم المرسلیں
دورِ آخر میں ہے فخر الاوّلیں

نوازش علی شیدا (متوفی: 1772ء):

ہے وہ انبیا میں الف کے مثال
مقدّم مؤخر زِ راہِ کمال
اے شیدا تجھے یہ قافیہ کہاں
کرے نعتِ ختم النبی کا بیاں

نظیر اکبر آبادی (متوفی 1830):

ہے تمہاری پشت پر مُہرِ نبوت کا نشاں
اور تمہارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسیں میں عیاں
تم کو ختم الانبیا حق بھی حبیب اپنا کہے
اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے

آفتاب الدولہ قلق لکھنوی (متوفی 1864ء):

ہوا روشن ہمیں شانِ نزولِ ذاتِ اقدس سے
کہ اُترا آیۂ ناسخ ہر اِک کے دین و ملّت کا
مؤخر تو وہ ہے سب انبیا پر جو مقدم تھا
تجھی پر قطع جامہ ہوتا تھا ختمِ رسالت کا

میر محبوب علی لائق:

صاحبِ معراج اور ختم الرسل
تابعِ فرماں ہیں جن کے جزو و کل
ناسخِ ادیانِ سابق ہیں یہی
واقفِ اسرارِ خالق ہیں یہی
وہ نبی جو رحمت للعالمیں
وہ نبی دائم رہے گا جس کا دیں

حضرت امیر مینائی (متوفی 1900ء):

ظہور آخر ہے اوّل انبیا سے نور احمد کا
بجا ہے گر لقب ہو اوّل و آخر محمد کا

کرونولوجیکل آرڈر (بہ ترتیبِ ماہ و سال) میں اردو کے نمونہ ہائے کلام یہ واضح کرتے ہیں کہ اس خطۂ پاک و ہند کے مسلمان روزِ اول سے ہی ختمِ نبوت کے محافظ تھے۔ ترتیبِ ماہ و سال کے علاوہ اب کچھ شعرائے اردو کے نمونہ ہائے اشعار ملاحظہ ہوں۔

جوش ملیح آبادی:

نُورِ حق فاران کی چوٹی پہ لہرانے لگا
دلبری سے پرچم اسلام لہرانے لگا
واہ کیا کہنا ترا اے آخری پیغامبر
حشر تک طالع رہے گی تیرے جلووں سے سحر

نیاز فتح پوری:

نبی تھے اور اگر تارے تو یہ بدرِ درخشاں تھا
اگر وہ بدرِ روشن تھے تو یہ خورشیدِ تاباں تھا
نبوت ختم ہے ان پر یہ اپنا دین و ایماں ہے
وہ ہے مثل آپ ہی اپنا یہ مرکزِ دل و جاں ہے

تاج الدین تاج عرفانی:

آپ کو حق نے رسولوں میں کیا ختمِ رُسُل
اور پھر طُرفہ کہ اُمّت بھی ملی خیر الاُمَم

امجد حیدر آبادی:

نبی بن کے، پیغامِ حق لے کر آیا
مکمل ہوئی رحمتِ حق تعالیٰ
اب آگے نبوت میں شرکت نہ ہوگی
ہمیں اب کسی کی ضرورت نہ ہوگی
ہمارا نبی خاتم المرسلیں ہے
یہ دُنیا کی خاتم کا آخر نگیں ہے

م-حسن لطیفی:

السلام اے صاحبِ لولاک، ختم المرسلیں
مرحبا! صد مرحبا! اے رحمۃ للعالمیں
کیا کہوں اپنے وطن سے تحفہ کیا لایا ہوں میں
آنسوؤں سے بھیگتی جاتی ہے میری آستیں
یوں جہالت کے پجاری ہیں دو رکعت کے امام
پوجتے ہیں جس طرح زَر اس وطن کے مشرکیں
ترکِ توحید اُس پہ پھر شرکِ نبوت ہائے ہائے
معجزے دکھلا رہی ہے کیسے افرنگی مشیں

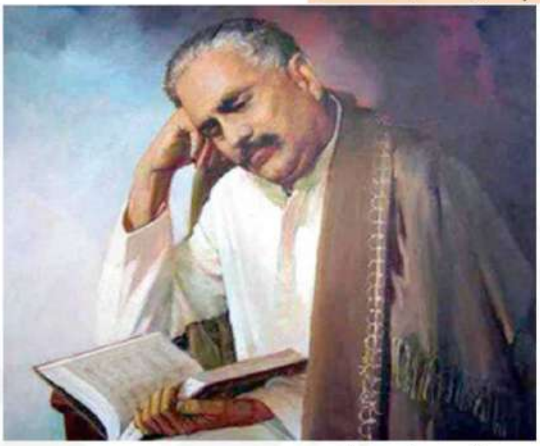

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اگرچہ نعت کو باقاعدہ صنف شعر کے طور پر نہیں برتا لیکن حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات والا صفات سے ان کے والہانہ عشق کے ثمرات کے طور پر ان کی نظموں غزلوں میں جابجا نعتیہ اشعار ملتے ہیں-ان کی مشہور نظم "ذوق وشوق" میں موجود "لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب" والا بند نعتیہ شاعری کا لاجواب نمونہ ہے-اسی طرح "بال جبریل" کے حصہ دوم کے آغاز میں حکیم سنائی کی یاد میں لکھی گئی تین غزلوں میں شامل یہ دو اشعار بھی زبان زد خاص وعام ہیں جن میں آقا کریم (ﷺ) کو ختم الرسل کے لقب سے یاد کیا گیا ہے:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ[1]

حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی تمام عمر عشق رسول میں ڈوب کر مدحت کے ترانے لکھتے رہے-ان کا تحریر کردہ سلام "مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" اس قدر مقبول ہوا کہ اب بھی میلاد کی ہر محفل میں ذوق وشوق سے پڑھا جاتا ہے-

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

مزید یہ کہ آپ علیہ الرحمہ نے مدحتِ رسولِ ہاشمی (ﷺ) میں بھی پُر زور انداز میں عقیدہ ختم نبوت کو واضح فرمایا-اعلیٰحضرت بریلویؒ نے ختم نبوت کے مضمون کو نہایت باریکی سے دیکھا ہے اور فصاحت و بلاغت کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے نہایت حسین اور دلکش پیرائے میں ایک نعت کہی:

سب سے اوّل سب سے آخر
اِبتدا ہو اِنتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مقصُودِ ہُدیٰ ہو
پاک کرنے کو وُضو تھے
تم نمازِ جانفزا ہو
سب بِشارت کی اذاں تھے
تم اذاں کا مُدّعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مؤخَّر مُبتدا ہو
قُربِ حق کی منزلیں تھے
تم سفر کا مُنتہیٰ ہو

یہاں ان کی ایک رباعی نقل کی جاتی ہے جس میں انہوں نے دین اسلام اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی نبوت کی اکملیت اور خاتمیت کا تذکرہ کیا ہے:

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
و الخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

[1](کلیات اقبال[اردو]، فضلی سنز، کراچی، 2003ء، ص:447)

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم[2]

حفیظ جالندھری نے "شاہنامہ اسلام" کے نام سے تاریخ اسلام کو منظوم صورت میں چار جلدوں میں پیش کیا- اس طویل نظم کی نوعیت تاریخی ہے لیکن موضوع کے عین فطری تقاضے کے مطابق نعت کے مروجہ مضامین بھی جابجا نظم ہوئے ہیں- یہ مضامین و موضوعات عقیدت کے مختلف رنگوں سے مزین ہیں- انہی رنگوں میں کہیں کہیں عقیدہ ختم نبوت کی جھلک بھی دیکھی جاسکتی ہے-

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جناب رحمت اللعالمیں تشریف لے آئے[3]

ماہر القادری اردو نعت کی شعری روایت کا ایک اہم نام ہے- انہوں نے نہ صرف خود نعت لکھی بلکہ اپنے ادبی رسالے "فاران" کے توسط سے اردو ادب کی ترویج کے ساتھ ساتھ نعتیہ ادب کے فروغ کے سلسلے میں بھی قابل ذکر خدمات سر انجام دیں- ان کی نعت میں دیگر موضوعات کے باوصف ختم نبوت کا مضمون بھی نہایت خوبی سے ادا ہوا ہے:

مبارک ہو نبی آخری تشریف لے آئے
مبارک ہو جہاں کی روشنی تشریف لے آئے
مبارک رہبروں کے پیشوا تشریف لے آئے
مبارک صدر بزم انبیاء تشریف لے آئے
مبارک خاتم پیغمبراں تشریف لے آئے
مبارک ہو امیر کارواں تشریف لے آئے[4]

مولانا ظفر علی خان روزنامہ زمیندار کے مدیر تھے اور تحریکِ پاکستان میں بھی سرگرم کردار ادا کیا- اپنی شاعری میں ختم نبوت کے مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں:

ہوئی ختم اُس کی حُجت اس زمیں پہ بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے ان سب تک محمدؐ نے کلام اس کا
ہوگئی اس پر ختم رسالت دیتے گئے ہیں جس کی شہادت
موسیٰ، عمراں، عیسیٰ، مریم (علیہم السلام)

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران اہل ایمان کا لہو گرمانے کا ایک پر اثر ذریعہ شاعری بھی رہی ،لہٰذا اردو شاعری کے حوالے سے دیکھا جائے تو ایسے مواقع پر "ہم ختم نبوت پر جان اپنی لٹائیں گے" جیسے عوامی ترانے زبان زد خاص و عام رہے ہیں- یوں تحفظ ختم نبوت کی اس تحریک میں اردو شعراء نے بھی مقدور بھر حصہ ڈالا- شورش کاشمیری نے اس سلسلے میں متعدد نظمیں کہی ہیں جو ان کے کلیات میں شامل ہیں- اپنی ایک نظم "مدینہ کی عظمت" میں عقیدہ ختم نبوت سے وہ اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اسی رعایت انسب سے نیک نام ہوں میں
حضور سرور کونین کا غلام ہوں میں
مروں گا ختم نبوت کی پاسبانی میں
جہاد عشق رسالت میں تیز گام ہوں میں[5]

سید امین گیلانی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آخری نبی ہونے اور قرآن کے آخری کلام الٰہی ہونے پر کہتے ہیں:

خدا نے کر دیا منسوخ سب پہلے صحیفوں کو
جب آخر میں رسول آخری قرآن لے آیا
خس و خاشاک بن کر بہہ گئے لات و منات اس میں
جو ختم المرسلیں توحید کا طوفان لے آیا[6]

حفیظ تائب کا شمار اردو اور پنجابی کے ان شعراء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تمام تر شعری صلاحیتیں محض مدحت

[2](احمد رضا خاں بریلوی، حدائق بخشش، اکبر بک سیلرز لاہور، 2004ء، ص:144)

[3](حفیظ جالندھری، شاہنامہ اسلام، حصہ اول، الحمد پبلی کیشنز، لاہو، 2006ء، ص:90)

[4](ماہر القادری، ذکر جمیل، بزم فاران، لاہور، 1989ء، ص:68)

[5](کلیات شورش کاشمیری، طبع دوم، مطبوعات چٹان، لاہور، 2003ء، ص:1710)

[6](سید امین گیلانی، میں ہوں غلام ان کا، ادارہ السادات، شیخوپورہ، 1997ء، ص:32)

رسول کیلیے وقف کر دیں- ان کے متعدد نعتیہ مجموعے منظر عام پر آئے اور اہل ذوق کی داد و تحسین کے مستحق ٹھہرے- ان کی نعت میں عشق رسول کے والہانہ اظہار کے ساتھ ساتھ روح عصر کی ترجمانی بھی ملتی ہے- حفیظ تائب کے ذیل کے نعتیہ اشعار میں حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ختم الرسل ہونے کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

ہوئی تکمیل جن کی ذات پر ہر خیر و برکت کی
انہیں خیر البشر، خیر الوریٰ کہیئے، بجا کہیئے
لقب ہیں رحمت اللعالمیں، ختم الرسل جن کے
انہیں لطف خدا کی انتہا کہیئے، بجا کہیئے[7]

ابوالامتیاز ع س مسلم بھی ایسے شعرا میں سے ہیں جن کے کلام کا اکثر حصہ حمد و نعت پر مشتمل ہے- "زبور نعت" میں جا بہ جا ختم نبوت کے موضوع پر اشعار موجود ہیں- ان میں سے چند شعری نمونے یہاں پیش کیے جاتے ہیں جن میں نہ صرف ختم نبوت کے عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے بلکہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اقدس کے وجہ تخلیق کائنات اور اول الموجودات ہونے کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے-

اول و آخر بھی تو ہے، ظاہر و باطن بھی تو
باعث تخلیق عالم یا نبی آخریں
سب صحف تیرے مبشر ہر نبی تیرا نقیب
ختم ہے تجھ پر نبوت، تو ہے ختم المرسلیں[8]
آپ خیر البشر، آپ ختم الرسل
صاحب خیر، خیر الوریٰ آپ ہیں
اولیں نور حق، آخریں نور حق
آپ سے ابتدا، انتہا آپ ہیں[9]
خیر بشر، محبوب الٰہی، خاتم سلسلہ پیغام
محفل کون و مکاں میں کس نے ان کا ہم سر دیکھا ہے[10]

ڈاکٹر ریاض مجید کا شمار اردو کی دنیائے نعت سے وابستہ ایسی چند شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے بیک وقت تخلیقی، تحقیقی و تنقیدی اور اشاعتی حوالے سے نعت جیسی پاکیزہ صنف شاعری کی خدمت کی- ان کا ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ بھی اردو نعت کی روایت سے متعلق ہے- اس کے علاوہ انہوں نے نعت کی تعبیر و تفہیم کے سلسلے میں درجنوں تحقیقی و تنقیدی مضامین سپرد قلم کیے جو مختلف علمی و ادبی جرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں- ان کے ہاں عقیدہ ختم نبوت مختلف صورتوں میں اظہار پذیر ہوا ہے:

ماقبل وقت بھی وہی، مابعد وقت بھی
جو کچھ ہے حال و رفتہ و فردا حضور کا
منسوخ ان کے سامنے ساری شریعتیں
لاریب و لازوال صحیفہ حضور کا
دریوزہ گر ہے ان کی گلی کا ہر ایک عہد
ہر دور کے لیے ہے قیادت حضور کی[11]

نیاز سواتی کا معروف حوالہ طنزیہ و مزاحیہ شاعری ہے- تاہم بعد از وفات ان کا نعتیہ کلام بھی "مدحت پیغمبر" کے نام سے منظر عام پر آ چکا ہے- ان کے نعتیہ کلام پر موضوعاتی اعتبار سے "مسدس حالی" کے بہت واضح اثرات دیکھے جا سکتے ہیں- "مسدس حالی" کی واقعاتی و موضوعاتی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے نیاز سواتی کی بعض طویل نعتیہ نظموں کا مطالعہ کیا جائے تو ان پر "مختصر مسدس حالی" کا گمان ہوتا ہے- ان کے ہاں نعت کے دیگر عمومی موضوعات کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کا موضوع تسلسل اور کثرت سے بیان ہوا ہے- یہاں چند شعری نمونے پیش کیے جا رہے ہیں:

---

[7](کلیات حفیظ تائب، القمر انٹرپرائزز، لاہور، 2005ء، ص:153)
[8](ع س مسلم، زبور نعت ص:109)
[9](ایضاً، ص:160)
[10](ایضاً، ص:201)
[11](ریاض مجید، اللھم صل علی محمد، کلیات نعت، نعت اکیڈمی، فیصل آباد، 2020ء، ص:83)

محمدؐ ہیں سب انبیاء کے امام
محمدؐ کا ارفع ہے سب سے مقام
نبوت ہوئی آپ پر ہی تمام
نہیں اس میں واللہ کوئی کلام[12]

محمدؐ ہیں سردار دنیا و دیں
محمدؐ کی مانند کوئی نہیں
محمدؐ ہی ہیں رہبر و رہنما
محمدؐ ہی ہیں خاتم المرسلیں[13]

تاج ختم نبوت ملا آپ کو،
سب سے آخر میں بھیجا گیا آپ کو
آپ لاریب ہیں خاتم الانبیاء،
آپ لاریب ہیں خاتم المرسلیں[14]

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کا شمار بھی ایسے لکھنے والوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نعتیہ ادب میں بیک وقت تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی سطح پر کام کیا- عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ان کی نعت سے چند شعری امثال:

کہہ رہی ہے امرھم شوریٰ کی نص
تا قیامت ہے امامت آپ کی
حرف ما کان ابا محکم دلیل
آخری حتمی نبوت آپ کی[15]

روشن ہے مہ ختم نبوت کی جبیں سے
پہنائے فلک ہو کہ وہ اقصائے زمیں ہو
سجتا ہے تمہیں ختم نبوت کا عمامہ
تم خاتم تکوین کے زیبندہ نگیں ہو[16]

جان و دل تم پہ فدا سرور دیں
رہبر خضر، رسولوں کے امام
تم پہ اے صاحب اخلاق عظیم
ہو گیا وحی خدا کا اتمام[17]

محبوب الٰہی عطا نے رباعی جیسی مشکل صنف سخن کو مسلسل اپنے شعری اظہار کا وسیلہ بنایا-ان کی رباعی کے غالب موضوعات تصوف اور عشق حقیقی کے مختلف زاویوں کا احاطہ کرتے ہیں-تاہم انہوں نے حمد و نعت کو بھی اپنی رباعیات کا مستقل موضوع بنایا ہے- یہاں ان کی نعت سے چند ایسے شعری نمونے پیش کیے جاتے ہیں جن میں حضور نبی کریم (ﷺ) کی نبوت کو ہر زمانے کیلیے باعث رحمت قرار دیا گیا ہے:

آپ کی موجودگی سے ہر زماں ہے برقرار
آپ کی موجودگی کا ہر زماں محتاج ہے
ہاتھ باندھے ہر زماں رہتا ہے ان کے روبرو
اور ہماری چشم وا کے سامنے بس آج ہے[18]

سراپا اکرام ان کی ہستی، جمال ان کا تمام رحمت
کرے گی تا بہ ابد نبی کی ہر اک ادا میں قیام رحمت
مرے نبی کی نوازشوں کا ہو کیوں نہ ممنون ہر زمانہ
بفیض حق ہیں ہر اک زماں میں نبیؐ رحمت[19]

راقم کو اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کوئی عار نہیں کہ مضمون کی طوالت کے خوف سے اور بہت سے شعراء تک نارسائی کے احساس کے باعث زیر بحث موضوع کا کما حقہ احاطہ ممکن نہیں-تاہم یہ اطمینان بہر صورت ہے کہ کسی نہ کسی حد تک متعلق موضوع پر روشنی ڈالنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے-اب اس بحث کے آخری مرحلے میں

[12](نیاز سواتی، مدحت پیغمبر، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2014ء، ص:93)
[13](ایضاً، ص:145)
[14](ایضاً، ص:180)
[15](ارشاد شاکر اعوان، نعت دریچہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2014ء، ص:94)
[16](ایضاً، ص:98)
[17](ایضاً، ص:115)
[18](محبوب الٰہی عطا، لی مع اللہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2013ء، ص:104)
[19](ایضاً، ص:176)

ضروری محسوس ہوتا ہے کہ چند متفرق نعت گو شعراء کے ہاں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کچھ اشعار تبرک کے طور پر پیش کر دیے جائیں-

آپ نے جو کہا، اس میں کچھ شک نہیں اے رسول امیں
آپ ہیں بالیقیں، خاتم المرسلیں اے رسول امیں
اپنے اپنے علاقوں قبیلوں کے تھے انبیاء و رسل
آپ کی سلطنت ، آسمان و زمیں اے رسول امیں[20]
آپ خیر البشر، وجہ شمس و قمر
سید الانبیاء، راز دار خدا
مہر ختم الرسل، والی خلق کل
آپ کا مرتبہ سدرہ المنتہیٰ[21]
سلام ختم رسل آخر الزماں کے لیے
ہوئے جو باعث تخلیق کل جہاں کے لیے[22]
وہی ہے فخر موجودات ختم المرسلیں ہے وہ
وہی تو محرم اسرار صبح اولیں بھی ہے[23]
شہ انبیاء، آپ ختم الرسل
ہوا دین آخر تمام آپ پر[24]

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایسا موضوع ہے جو اردو کی نعتیہ روایت کے ہر دور میں تسلسل کے ساتھ برتا گیا ہے-اس کی دو وجوہ بہت واضح ہیں- ایک تو یہ کہ یہ عقیدہ ہر نعت گو شاعر کے ایمان کا جزو لازم ہے اور اس کو اپنے شعری اظہار کا حصہ بنانا اس کے ایمان کی تازگی کا سبب بنتا ہے-دوسرے یہ کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں منکرین ختم نبوت اہل ایمان کیلئے آزمائش کا باعث بھی بنتے رہے ہیں-ایسے ہر دور میں اہل علم و دانش اور مجموعی طور پر پوری امت مسلمہ اس فتنے کے سد باب کے لیے بھرپور مزاحمت کرتی رہی ہے-ظاہر ہے اردو شعرا اور بالخصوص نعت گو شعراء بھی اس مزاحمتی تحریک سے الگ تھلگ کیسے رہ سکتے تھے سو انہوں نے بھی اپنی شاعری میں ختم نبوت کے مختلف موضوعاتی زاویوں کو ابھارا اور یوں اپنی ایمانی قوت کا بھرپور اظہار کیا-

☆☆☆

فکر و سخن سے آگے ہے عظمت حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
سمجھا نہیں کوئی بھی حقیقت حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
اس کائناتِ حُسن کا مرکز حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں
دھڑکن ہیں قلب و جسم کی آنکھوں کا نُور ہیں
ہمسر ہو کوئی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ممکن کبھی نہیں
آقا کریم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سا کوئی سخی نہیں
صدیق (رضی اللہ عنہ) پہلے ختمِ نبوت کے پہرے دار
فاروق (رضی اللہ عنہ) نے بھی کاری کئے منکروں پہ وار
ہر چیز سے عزیز ہے ناموسِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
خود خالقِ جہان نے منصب عطا کیا
ایمان جس کا ختمِ نبوت پہ ہے نہیں
اُس کی جہانِ خاک میں بدبخت ہے جبیں
بعد از حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو ہے نبوت کا دعوے دار
اُس نے سمیٹ رکھے ہیں سارے جہاں کے خار
دنیا و آخرت میں نہیں ہو سکیں گے شاد
منکر میرے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہر پل ہیں نامراد
تاریخ میں کسی کو معافی نہیں ملی
ملعون ہی رہیں گے وہ کاذب جو تھے سبھی
نامِ حسیں حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دل میں بسا رہے
یادِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے گلشنِ باطن سجا رہے
کم ظرف ماپتے ہیں کہ قد ہی نہیں کوئی
آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ترے کمال کی حد ہی نہیں کوئی
(مستحسن جامی)

[20](اکرم ناصر، نعت مشمولہ ماہنامہ بیاض، لاہور، نومبر 2020ء، ص:18)

[21](عماد احمد، نظم "شافع محشر" مشمولہ قلب و آگہی، س ن، ص:42)

[22](سید آل اظہر، اشک سحر گاہی، فانوس پبلی کیشنز، راولپنڈی، 2006ء، ص:19)

[23](رفیق احمد نقش، نعت مشمولہ مدحت نامہ مرتبہ صبیح رحمانی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء ص:89)

[24](طاہر قیوم طاہر، اظہار الفت، کتابستان بک گیلری، لاہور، 2014ء، ص:5)

عقیدۂ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر حبیب الرحمن
ڈائریکٹر جنرل، سیرت ریسرچ سینٹر کراچی

اللہ کا نبی اور رسول ہونا ایک عام اور سادہ سی بات نہیں کیونکہ اس منصب پر فائز شخصیت کا انتخاب اللہ تعالیٰ خود فرما کر اسے تمام مطلوب اوصاف سے متصف فرما دیتا ہے- نبوت و رسالت کا مقصد اللہ اور انسانوں کے درمیان واسطہ بننا ہے تاکہ اللہ عزوجل کے احکامات و فرامین بندوں تک اپنی اصل شکل و صورت میں منتقل کردیے جائیں -انبیائے کرام (علیہم السلام) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات اور فرامین کی تابعداری کرتے ہیں اور اپنی ذات کو ہر قسم کی چھوٹی اور بڑی لغزشوں سے بھی محفوظ رکھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ بھی اس معاملہ میں ان کا محافظ ہوتا ہے- منصبِ نبوت دنیاوی عہدوں کی طرح کوئی عہدہ نہیں جس کی وجہ سے مادّی شان و شوکت، مال و دولت یا عزت و وجاہت حاصل کی جائے بلکہ یہ کائنات کا سب سے ذمہ دار اور حساس منصب ہے جسے خود رب تعالیٰ جس کو چاہتا ہے تفویض فرمادیتا ہے- یہ وہ منصب ہے جس میں معمولی سی بھی نفسانی خواہش، ذاتی چاہت اور اپنی پسند وناپسند کا کوئی عمل دخل نہیں ہوا کرتا بلکہ نبی اور رسول تو سب کچھ ہی رب کی چاہت اور پسند کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ ان کا حقیقی مقصدِ بعثت ہی انسانیت کی ہدایت فلاح ہوتا ہے- اللہ کے رسول انسان کی فکری، نظریاتی، عقلی، علمی اور اخلاقی محدودیت کو مکمل کرنے والے ہوتے ہیں- پیغمبر انسانوں کی رہنمائی کرکے انہیں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے جہاں تک خود فانی انسان اپنی کوشش، جدوجہد، فکر، عقل، دانش اور علم کے ذریعہ نہیں پہنچ سکتا-اسی لیے انبیائے کرام کا سلسلۃ الذہب انسانوں کے لیے اللہ عزوجل کا سب سے قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ انسان ان مقدس ہستیوں کے ذریعے ہی مقصد حیات کے حصول کے لئے صراطِ مستقیم پر گامزن رہ پاتا ہے - انبیائے کرام (علیہم السلام) کی تاریخ ہمیں وضاحت کے ساتھ یہ بتاتی ہے کہ ان کی بعثت جن جن معاشروں میں ہوئی ان معاشروں کو انہوں نے وحیٔ الٰہی کی بنیاد پر جہالت اور جاہلیت سے نکال کر ہدایت یافتہ اور علمِ حقیقی سے روشناس کرادیا-

حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک ہر نبی دوسرے نبی کا وارث اور جانشین رہا ہے اس لیے ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے دوسرے نبی کی بشارت اپنی ظاہری زندگی میں دی تاکہ ان کی قوم اور دوسری اقوام پر یہ حقیقت واضح رہے کہ سلسلہ نبوت اختتام پذیر نہیں ہوا بلکہ جاری و ساری ہے- اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے پیچھے یہ پیغام بھی چھوڑا کہ جب اور جہاں کوئی شخصیت وحیٔ الٰہی اور اعلانِ نبوت کی بنیاد پر نبوت و رسالت کی دعوے دار بن جائے تو اس کی تکذیب اور انکار سے گریز کیا جائے اور اس کی لائی ہوئی دعوت اور تعلیمات کو بغیر کسی شک وشبہ کے قبول کرلیا جائے- لیکن! خاتم النبیّین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کے نہ آنے پہ قطعی فرامین ارشاد ہوئے جو اس بات کی اظہر من الشمس دلیل ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ ہی کوئی وحی-

تاریخ کے تمام ادوار میں جب جب کوئی نبی یا مرسل دنیا کے کسی خطے میں تشریف لایا تو اپنی انفرادی دعوتِ توحید، رجوع الی اللہ، فکرِ آخرت، محاسبۂ نفس اور اپنی باکردار زندگی اور بہترین سیرت، بلند ترین اخلاق، بے مثال معجزات اور شاندار انسانی اوصاف کی بنیاد پر ان کی نبوت کو پہچان لیا گیا کہ یہ نبی اور رسول ہیں- یہ انبیائے کرام "لومۃ لائم" کے خوف کے بغیر گزارنے والے تھے اسی لئے ان کی زندگی ہر کس وناکس کیلئے

مینارہِ نور تھی جن کی مخالفت یا دشمنی کرنے والے بھی انہیں باکردار اور عظیم انسان سمجھتے تھے لیکن اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی اور اپنی آزادی سلب کیے جانے کے خوف سے وہ ان انبیاء ورسل کا انکار کرتے رہے - حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مبشّر انبیاء کی سلسلہ کے آخری شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے بعد نبیِ اعظم اور خاتم النبیین کی بشارات اپنی قوم کو دیں چنانچہ حضور نبی کریم (ﷺ) جب تشریف لائے تو آپ (ﷺ) کی ایک حیثیت رسول اللہ کی ہے اور دوسری حیثیت میں آپ (ﷺ) خاتم النبیین ہیں-رسول اللہ ہونے کے اعتبار سے آپ (ﷺ) ہی اللہ کے رسول ہیں جس طرح آپ (ﷺ) سے قبل کے تمام انبیاء کرام تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ (ﷺ) کی دوسری امتیازی حیثیت وہ ہے جو دوسرے کسی نبی یا رسول کو حاصل نہیں اور وہ حیثیت ہے آپ (ﷺ) کے خاتم النبیین کی- یعنی آپ (ﷺ) پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ (ﷺ) کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہو سکتا- آپ (ﷺ) آخری نبی اس معنی میں ہیں کہ آپ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کی جملہ تعلیمات و احکامات کو اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ذریعے پوری انسانیت تک جامع اور کامل صورت میں پہنچا دیا اسی لیے اب وحیٔ الٰہی اور دینِ خدا وندی کی تکمیل ہو گئی ہے- قرآن واحادیث اپنی اصل صورت یعنی اپنے الفاظ، معنی اور مفاہیم کے لحاظ سے آپ (ﷺ) کے امتیوں کے دل و دماغ میں اور قرطاس و قلم کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیے گئے ہیں-

حضور علیہ الصلاۃ والسلام بحیثیتِ پیغمبرِ اعظم و آخر کے صرف وحی خداوندی کے پیغام رساں نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو زندگی کے تمام شعبہ جات کیلئے نمونہ عمل بنایا تھا اس لیے آپ (ﷺ) اپنی زندگی میں ہمیشہ ایسے حالات سے دوچار رہے جس نے آپ (ﷺ) کو کل انسانیت کے لئے انفرادی، اجتماعی، خاندانی، نجی، معاشرتی، سیاسی، قانونی، معاشی، تجارتی، مالیاتی، عسکری، جنگی، ریاستی، سفارتی، انتظامی، عدالتی، تعلیمی، علمی، عملی، اخلاقی، تعظیمی، عبادتی، روحانی، ریاضتی، اقتصادی، نظریاتی اور قائدانہ شعبوں میں خوبصورت نمونہ عمل (Role -Model) بنا دیا-سادہ الفاظ میں ہم اس حقیقت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ہر انسان کیلئے آپ (ﷺ) کے اسوہ حسنہ میں ایک شاندار اور خوبصورت مثال موجود ہے جس کی اتباع کر کے وہ اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے آپ (ﷺ) کے بارے میں یہ ارشاد گرامی ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (الاحزاب:40)

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں"-

یہ واضح اور دوٹوک خدائی اعلان اب ابدی دعویٰ کی حیثیت رکھتا ہے کہ آئندہ قیامت تک انسان کی پوری تاریخ میں آپ (ﷺ) کے رسول اللہ اور خاتم النبیین کی حیثیت مسلسل اور ابدی طور پر قائم و دائم رہے گی- بڑے سے بڑا مفکر، دانشور، سائنسداں، فلسفی، عبقری اور اہل علم اپنی تمام تر عبقریت کے باوجود کبھی بھی آپ (ﷺ) کے لائے ہوئے دین، پیغامِ الٰہی اور آپ (ﷺ) کی تعلیمات کیلیے کبھی خطرہ نہیں بن سکتا- چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں تحریکِ نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کے بعد کئی مرتبہ خدا، رسالت، آخرت اور دین و مذہب کا بھر پور انکار بلکہ استہزا اور تمسخر کیا گیا لیکن علمی و عقلی بنیادوں پر کبھی بھی نبوتِ محمدی اور اسلام کے بطور آخری دین کے ہونے کی حیثیت کو جھٹلایا نہیں جا سکا- اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی علوم نے ہر دائرہ میں بے پناہ ترقی کر لی ہے لیکن اب تک ایسی کسی حقیقت کو دریافت نہیں کیا جا سکا جس کی بنیاد پر آپ (ﷺ) کی نبوت اور پیش کردہ تعلیمات و ہدایت کو مشکوک بنایا جا سکے لہٰذا آپ (ﷺ) کی نبوت آج کے جملہ علوم، افکار و نظریات اور فلسفہ حیات کے لحاظ سے بھی انسانیت کیلیے آخری نبوت و رسالت کی حیثیت رکھتی ہے-

حضور نبی کریم (ﷺ) کا پیش کردہ عقیدہ و ایمان، اخلاق و کردار، وحی متلو و غیر متلو بھی کامل و مکمل ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت و صورت مبارکہ، احکامات و تعلیمات، قانون و ہدایت اور نظریہ حیات و نظامِ زندگی کو بھی سب سے زیادہ خوبصورت اور کامل قرار دے کر اس کی مکمل اور ابدی اتباع کا حکم دیا ہے۔

ایک مسلمان آج جس طرح خدائے وحدہ لاشریک کے معاملہ میں کسی دوسرے خدا پر ایمان لانے کا سوچ بھی نہیں سکتا، قرآن کے مقابلہ میں کسی دوسری کتاب کو مثلِ قرآن ماننے کا تصور بھی نہیں کر سکتا، کعبہ معظمہ کے مقابلہ میں کسی مقدس یا غیر مقدس جگہ کو اہمیت دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا اسی طرح وہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کے مقابلہ میں کسی دوسرے انسان کے دعویٰ رسالت کو سوائے دجل و فریب اور عیاری و مکاری کے سوا کچھ نہیں سمجھ سکتا کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ کسی بھی درجہ میں کسی کی رسالت و نبوت کا اقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیتِ مسلمان آپ قرآنِ کریم کے مقابلہ میں کسی بھی دوسری کتاب کو کسی بھی درجہ میں منزل من اللہ سمجھتے ہیں، شریعتِ اسلامی کے مقابلہ میں انسان کے وضع کردہ قانون کو محترم و مقدس جانتے ہیں اور بیت اللہ کے مقابلہ میں کسی بھی دوسری جگہ کو لائقِ تقدیس سمجھ کر اس کا طواف بجا لا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کیلیے اس طرح کی خرافات کے بارے تصور کرنا بھی ممکن نہیں چہ جائیکہ وہ اس طرح کی بے ہودہ بات کو قبول کرنے کا سوچے اور اگر کوئی شخص اس طرح کے کسی کفریہ عمل کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ پوری امت کے نزدیک مرتد یا پھر فاتر العقل ٹھہرتا ہے۔ اسی سبب سے گزشتہ کم و بیش ساڑھے چودہ سو برس میں امتِ مسلمہ نے کبھی بھی دعوی نبوت کرنے والوں یا ان کے ماننے والے نادانوں، بے وقوفوں یا پھر کفار کے ایجنٹوں کو اجماعی طور پر حزب الشیطان قرار دے کر ان کے قول، فعل، عمل اور عقیدہ سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ حضور نبی کریم (ﷺ) کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا عام مفہوم کے لحاظ سے دھوکہ باز اور دینی مفہوم کے لحاظ سے دجال اس معنی میں ہے کہ وہ انسانوں کے ایمان کا ڈاکو ہے۔ دھوکہ بازی اور چوری دنیا کے معاملات میں کوئی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ دینی و مذہبی معاملات اور وہ بھی عقیدہ اور ایمان کی سطح پر گوارا کر لی جائے بالخصوص نبوت و رسالت کے عظیم الشان اور مقدس و محترم منصب میں نقب زنی کی کسی کوشش کا ارتکاب کون سا ضعیف العقیدہ مسلمان بھی گوارا کر سکتا ہے؟؟؟ اس معاملہ کو ہم یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح ہر انسان چاہتا ہے کہ بازار سے پیسے دے کر اصلی چیز (Product) خریدے اور جعلی اشیاء سے بچے بالکل اس سے بھی زیادہ اہم یہ بات ہے کہ ہر انسان اور بالخصوص مسلمان کو اس بارے میں نہایت محتاط رہنا چاہئے کہ کسی شخص کے ساتھ نسبتِ اعتقاد اور دینی تعلق قائم کرنا یا پھر اس کی شعبدہ بازی کی وجہ سے اس پر بحیثیتِ نبی کے ایمان لے آنا ایسا ہی ہے کہ آپ خوانِ نعمت کو چھوڑ کر اپنے آپ کو غلاظت کھانے پر مجبور کر دیں اور صاف و شفاف اور ٹھنڈا پانی پینے کے بجائے گدلا اور گندا پانی پینے کی کوشش کریں۔ اسی تناظر میں ہم ہر مسلمان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ امت کے اجماعی ایمانیات، اعتقادات، معاملات، عبادات اور نظریات میں امت کے ساتھ رہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر القرون کے بعد دورِ فتن اور آج سوشل میڈیا کی وجہ سے نئے نئے نظریات، خیالات قرآن و حدیث کے لبادے میں پیش کر کے امتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے لہذا جدید فکر کے نام پر گمراہی کے سوداگروں سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اسلاف کی راہ کو صراط مستقیم سمجھ کر اس پر گامزن رہا جائے اور ہر فکر کا جائزہ علمائے راسخین کے پیش کردہ علمی کسوٹیوں پر پرکھ کر قبول و رد کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریم (ﷺ) کی ختمِ نبوت پر کامل و اکمل ایمان نصیب فرمائے اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی تحفظ ختم نبوت کا علم بردار بنائے۔ آمین!

☆☆☆

تحفظ ختم نبوت کا معاشرتی پہلو

پروفیسر ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار
(اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور)

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا کلیدی عقیدہ رہا ہے اس کا عارضی اور لمحاتی تعطل بھی دین کی روح کو سبوتاژ کر دیتا ہے- یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم نے نہ صرف اس عقیدے کو تمام تر ابہامات و اشکالات سے پاک کر دیا ہے بلکہ اس تناظر میں ممکنہ تاویلات اور تحریفات کی جڑیں بھی کاٹ ڈالی ہیں کیونکہ اس کے ساتھ انسانی معاشرے اور معاشرت کی نسبتیں براہِ راست استوار رہی ہیں- ختم نبوت کے عقیدے میں احتمالات کا رہ جانا اس آفاقی معاشرت اور عالمی معاشرے کے خدوخال بگاڑ سکتا تھا جس کی بنیاد رسولِ خدا حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں خود ڈالی تھی- چنانچہ قرآن کریم کی حفاظت کے وعدہ کے ساتھ لامحالہ اس عقیدے کی بھی حفاظت ہوگئی جسے دینِ اسلام کی استواری میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل رہی ہے-

عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ چونکہ معاشرتی استحکام اور سماجی رویوں کی تطہیر کا عمل براہِ راست وابستہ ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی محافظت کیلئے حسبِ ذیل تکمیلی اور تدریجی انتظامات فرمائے:

1. نصوصِ قرآنی کے ذریعے اس کی قطعیت کا اعلان
2. حدیث وسنت کے وسیلے سے اس کے استحکام کا بندوبست
3. صحابہ کرام، خلفاء و امراء اور علمائے اُمت کے اعمال متواتر سے اسے تقویت دینا

نصوصِ قرآنی کے تناظر میں

پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (یا انسان عرب ہوں یا عجم، موجود ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں سب کیلئے) خوشخبری سنانے والا (ایمان لانے پر اُن کو ہماری رضا و ثواب کی) اور ڈرانے والا (ایمان نہ لانے پر ان کو ہمارے غضب اور عذاب سے) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (یعنی جہالت یا عناد کی وجہ سے انکار و تکذیب میں لگ جاتے ہیں)-

پروفیسر انعام اللہ قیس اس تناظر میں لکھتے ہیں:

"کَآفَّةً لِّلنَّاسِ" فرمایا گیا ہے کَآفَّةً کا لفظ عربی محاورہ میں کسی چیز کے سب عام کو شامل ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں کوئی مستثنیٰ نہ ہو- عموم بعثت بیان کا اہتمام واضح کرنے کیلئے لفظ کَآفَّةً کو لِّلنَّاس سے مقدم کر دیا ہے کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) سے پہلے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں ان کی رسالت و نبوت کسی خاص قوم اور خاص خطہ زمین کیلئے تھی لیکن حضور انور (ﷺ) کی خصوصی فضیلت یہ ہے کہ آپ کی نبوت ساری دنیا کیلئے تا قیامت عام ہے اور صرف انسانوں کیلئے نہیں بلکہ جنات کیلئے بھی ہے کیونکہ آپ (ﷺ) خاتم النبیین ہیں"-[1]

صاف ظاہر ہے "کَآفَّةً لِّلنَّاسِ" میں ایک جانب آفاق گیر نبوت کی تکمیل کا اعلان ہے تو دوسری جانب اس کے اندر حق وہدایت کے اصولوں پر تشکیل ہونے والے معاشرے کی

[1] (پروفیسر محمد انعام اللہ قیس، ختم نبوت اور اُمت پہ شفقت، ص:34، اعراف پرنٹرز اینڈ پبلشرز محلہ جنگی پشاور، جون 2021ء)

نوید بھی موجود ہے جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سابقہ انبیاء کو صحیفہ یا کتاب دے دی جاتی لیکن حضور اکرم (ﷺ) کی نبوت کی تکمیل معاشرے کے حالات و اقعات کے تناظر میں ہوتی رہی- معاشرے کے بطن سے جنم لینے والے پیچیدہ مسائل کے مطابق وحی کا نزول ہوتا رہا، الجھنیں سلجھتی جاتی اور معاشرت کا نقش ابھرتا رہتا- قرآنی احکامات کے مطابق رسول اللہ (ﷺ) ہمیشہ کیلئے غلط رسومات اور باطل نظریات کا عملی طور پر قلع قمع کرتے رہے اور ارتقاء و ارتفاع سے ہم کنار اور صالح معاشرے اور ہمہ گیر معاشرت کے خال و خط ابھرتے رہے- اس خاص منظر نامے میں ختم نبوت اور معاشرتی نظام کے ارتقاء میں ایک آفاقی اور حیاتیاتی تناسب اور مناسبت موجود نظر آتی ہے- یہ مسلّم ہے کہ الہامی احکامات اور وحی کا نظام محض معاشرے کے اعمال کی مشق کا نتیجہ نہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ایک وسیع تر معاشرے کی تشکیل اور معقول و مقبول معاشرت کے فروغ کے سلسلے انہیں حوالوں کی گونج محسوس ہوتی رہی ہے کیونکہ ختم نبوت کا فطری تقاضا ہی معاشرتی حیات کو امکانی صداقتوں کے ساتھ مکمل کر کے پیش کرنا تھا- قرآن کریم نے قیامت تک پیش آنے والے حالات کو ممکنہ حل کا قرینہ دے کہ انہیں یقینیات کی سطح پر ابھارا، لیکن حضور اقدس (ﷺ) کو ایک بنا بنایا معاشرہ وراثت میں نہیں ملا تھا- آلودگیوں اور کثافتوں میں محصور جاہلانہ روایات اور اپاہج معاشرت نے پہلے ہی پڑاؤ پر اُن کا گھیراؤ کیا لیکن حُضور (ﷺ) نے بگڑے فرسودہ معاشرے اور آلودہ معاشرت سے کنارہ کشی کا راستہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اسی معاشرہ میں رہ کر احکاماتِ الٰہی کے مطابق مرحلہ در مرحلہ ماحول کو سنوارا اور معاشرت کو اپنے اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ کاملہ سے آراستہ کیا، یہ سارا عمل سب کے سامنے تھا- ایک معاشرہ اپنی بے ہنگم تفصیلات اور قبیح اندازِ معاشرت کے ساتھ بتدریج غروب ہوتا رہا اور دوسرا معاشرہ صالح انسانی اعمال اور اصلاحی پہلوؤں کے ساتھ الہامات کی گود میں پروان چڑھتا رہا- حضور نبی کریم (ﷺ) کوئی ایسا نظام ساتھ نہیں لائے تھے جو عقل یا فطرت سے متضاد و متصادم ہو بلکہ عقل کو سلیم بنانے، فطرت کے کامل تقاضوں کو وحی الٰہی کے مطابق بنانے کا عملی بندوبست فرماتے رہے- اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے انہیں عملی قرآن قرار دیا- حضور (ﷺ) نے یہ کہ کر اپنی معاشرتی ذمہ داری کو اور بھی واضح فرمایا:

"بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"

"مجھے تمام اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے"-

چونکہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ایک عالمگیر معاشرت کی بنیاد ڈالنی تھی جسے قیامت تک برقرار رہنا تھا اسی لیے اس کے ساتھ ختمِ نبوت کی شرط کو بھی لازمی قرار دے دیا گیا

تاکہ کوئی فتنہ پرداز آ کر یہ نہ کہے کہ فطرت کی توسیع کا عمل نئے نظام اور طرزِ معاشرت کا تقاضا کر رہا ہے- اس لئے ایک جانب دینِ اسلام (جو مکمل ضابطہ حیات و معاشرت ہے) کے اتمام و اکمال کا اعلان کیا گیا تو اس کے ساتھ نبوت کی تکمیل اور اختتام کے احکامات بھی نازل فرمائے گئے- فرمایا گیا ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا"[2]

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور سب نبیوں پر مہر ہے اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے"-

[2](الاحزاب:40)

ختمِ نبوت کا ثمرہ یہ بھی ہے کہ قیامت تک کے لئے انسانی رشتوں کا تعین کر دیا گیا اور ہر رشتے کی تفصیلات کو بیان کیا گیا- ادعائی رشتوں کی قلعی کھول کر رکھ دی گئی اور ہر رشتے کا میراث میں حق مقرر کر دیا گیا، نکاح و طلاق کے مسائل اور حدودات کی نشاندہی کی گئی- اس طرح والدین اور اولاد اور بیوی و خاوند کے حقوق و فرائض کے سلسلے میں احکامات نازل کر دیئے گئے- طرزِ معاشرت کے بدلتے ادوار، ان حوالوں کے اندر حسبِ رعایت پھیلاؤ اور اختصار ضروری لاسکتے ہیں لیکن معلوم دائرے کو توڑ کر نہیں- ہر تقدیر پر اسلام کے وضع کردہ معاشرت کے دائرے میں قیامِ قیامت تک امکانی ذائقے اور تمدنی نفاست سمودی گئی- بقول شاعر:

داستانِ عشق جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

جس طرح ختم نبوت کا عقیدہ تکمیل دین پر فطری اور منطقی دلالت کرتا ہے اس طرح رسول اللہ (ﷺ) کی 23 سالہ حیات آفاقی معاشرت کا تعارف و تفصیل ہے- دشمنوں کے ساتھ برتاؤ، دوستوں کے ساتھ سلوک، بچوں کے ساتھ شفقت، غیر مسلموں سے حسنِ سلوک حتیٰ کہ حیوانات چرند پرند اور اشجار کے حوالے سے مشفقانہ تدبّر معاشرت کے خال وخط ابھارتا رہا- اسی لئے فرمایا گیا ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[3]

"بے شک آپ کیلیے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں اخلاق کے بہترین نمونے موجود ہیں"-

ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"[4]

"اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متّصف ہیں)"-

حدیث وسنت کے تناظر میں

قرآن کریم نے اتباعِ رسول (ﷺ) کو لازم قرار دیا ہے- اس طرح اطاعت رسول (ﷺ) کا حکم بھی دیا گیا ہے اور یہ کہہ کر تو معاملہ صاف کر دیا ہے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" کہ وہ اپنی خواہشات سے کچھ نہیں کہتے- چنانچہ قرآن حجیتِ حدیث کا پہلا بنیادی حوالہ ٹھہرتا ہے- چنانچہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعاً یہ حدیث منقول ہے جسے ابن کثیر نے حاشیہ فتح البیان میں نقل کیا ہے:

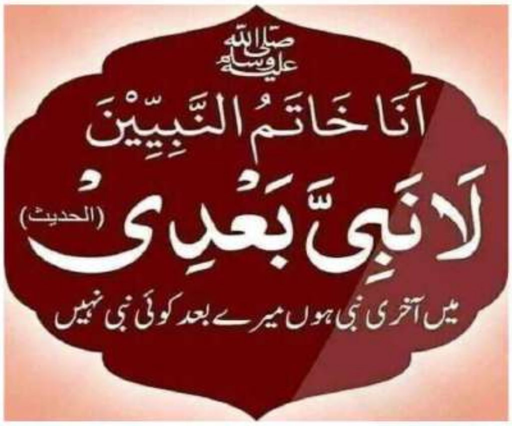

"أنا أول الأنبياء في الخلق وآخرهم في البعث"

"میں پیدائش میں تمام انبیاء (علیہم السلام) سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر ہوں"-

ختم نبوت کے موضوع پر رسول اللہ (ﷺ) کی 350 سے زیادہ احادیث ہیں جن کا ذکر کئی علمائے کرام نے اپنی کُتب میں تفصیلاً کیا ہے لیکن اس مضمون کی تنگ دامانی ان تمام کی راہ میں مانع ہے- اس لئے ہر تقدیر عقیدۂ ختم نبوت کو ہر طرح نمایاں کر کے آقا کریم (ﷺ) نے یہ بھی فرمایا کہ:

"بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"

"مجھے تمام اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے"-

اخلاق کی تکمیل دراصل معاشرت کی تکمیل کا بھی بنیادی حوالہ ہے- اخلاق کے نظام کو عملی طور پر برتنے کے بعد معاشرت کی نشوونما اور تکمیل کی ابتداء ہوتی ہے-

ہمسائیوں کے حقوق، بیمار پرسی، قبائل عرب کے مابین حضور نبی کریم (ﷺ) کے مدبّرانہ فیصلے، تجارت کے اصول، معاہدوں کی پاسداری، جنگی حکمتِ عملی، ہمہ گیر ترحم، خواتین و غلاموں کے حقوق کا خصوصی خیال، یتیموں، بیواؤں، مسافروں اور سائلین کے ساتھ برتاؤ- بیرونی سفارت کاروں کے ساتھ رویہ، غیر مسلموں کی توقیر اور امورِ مملکت چلانے

[3](الاحزاب:21)
[4](القلم:4)

کے آداب سب کے سب عملی طور پر آقا کریم (ﷺ) نے معاشرے کو سکھلائے اور ثابت کیا کہ معاشرہ خود رو پودوں کی طرح جنم نہیں لیتا بلکہ اس کی معاشرتی حیثیت کو دوام بخشنے کے لئے ابدی الہامات کی مشق لازمی ہوتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے جو معاشرت اور معاشرہ تیار کیا آج کا متمدن عہد بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے معذور ہے- معاشرے اور معاشرت کی تکمیل کا عمل بھی در حقیقت ختم نبوت کے لازوال عقیدے کے ثمرات میں سے ہے- نبوت کا ختم ہونا ہدایت کا معطل ہونا یا اختتام نہیں بلکہ تکمیل اور اتمام ہے جس کے بعد دوسرے نبی کی ضرورت کسی بھی طور باقی نہیں رہتی- چونکہ کمالِ نبوت دوامِ نبوت ہے جو اپنی موجودگی میں دوسرے ایسے امکان کو باطل قرار دیتا ہے-

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"وقد أخبر الله تبارك وتعالىٰ فى كتابه ورسوله (ﷺ) فى السنة المتواترة أنه لا نبى بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هٰذا المقام بعده، فهو كذاب وأفاك دجال ضال مضل"

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول (ﷺ) نے احادیثِ متواترہ میں ختمِ نبوت کا اعلان اس لئے فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص اس منصب کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا افترا پرداز، دجال اور پرلے درجے کا گمراہ ہو گا"-

صحابہ، خلفاء اور صلحاء کے اعمال کے تناظر میں

رسول اللہ (ﷺ) نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی اور جس تمدّن کی بنیاد ڈالی وہ جامد معاشرہ اور غیر متحرک معاشرت نہیں تھی- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی جمعیت نے اپنی پوری زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا اور ہر جہت سے اسے تکمیل کا اوّل و آخر معیار قرار دیا- حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت سے لے کر عہد خلفائے راشدین کے آخری ادوار تک اس عقیدے کے زیرِ اثر معاشرت کو فروغ ملتا رہا- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے بعد خلفاء و امراء نے انہیں خطوط پر معاشرہ کو چلانے کی کوششیں کیں اور علماء و صلحا و اولیاء نے اسی نہج پر اپنی اپنی زندگی ڈالی- یہ سلسلہ غیر معطل اور متواتر رہا- تاریخی صداقتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ نبی کے اصولِ معاشرت کو اپنانے سے طرزِ معاشرت کی کجی دور ہوتی گئی- اقبالؒ نے کہا تھا:

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

کائنات ناتمام ہے اور نبوت مکمل، چنانچہ نبوت کا کمالی پہلو اسی ناتمامی کو ہر دور میں دفع کرتا رہے گا- گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہدایت کی تکمیل ہے اور دین کا اتمام معاشرت کی تکمیل اور یہ حقیقت ہے کہ ہدایت یافتہ معاشرت ہی انسان کی نجات دہندہ ہے-

☆☆☆

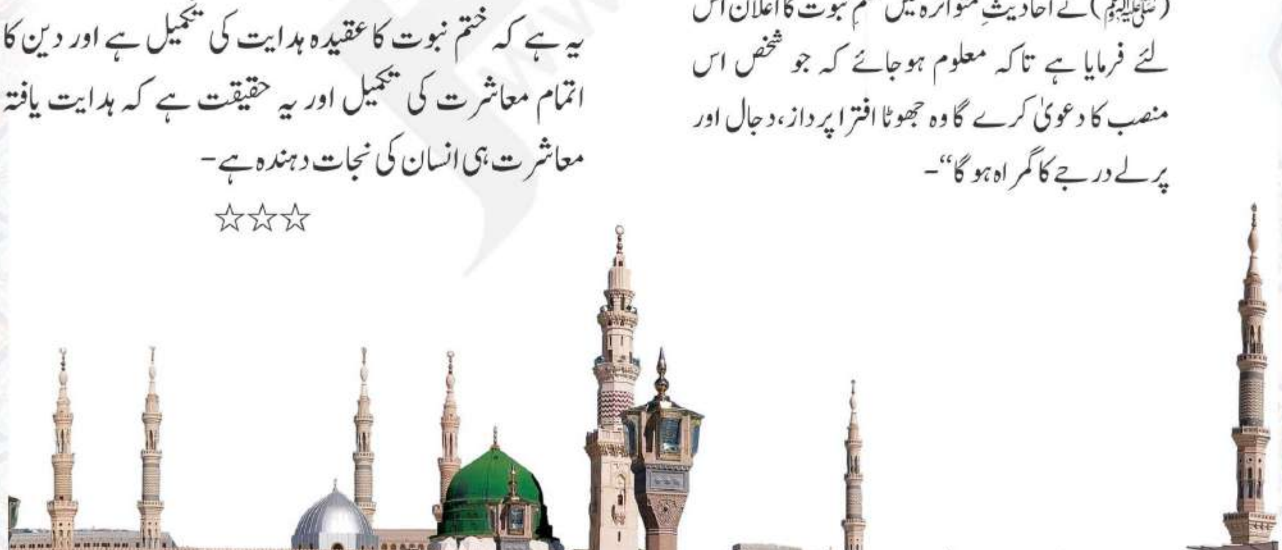

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

عشق اسانوں لِسیاں جاتا لتھا مل مہاڑی ھو
ناں سووے ناں سوون دیوے جیویں بال رہاڑی ھو
پوہ ماہنہ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ھو
عقل فکر دیاں بھل گیاں باھو جد عشق وجائی تاڑی ھو

Ishq has taken us weak landed in me by clinching to inners door Hoo
Like unrepentant child he would not sleep neither let me sleep any more Hoo
It wants melons how will I grow its crop in winters deep Hoo
When ishq clapped hands Bahoo intellectual thoughts are not to creep Hoo

Ishq asaano'N lissya jata latha mal muhari Hoo
Na'N soway na'N sowan deway jeway bal raha'Ri Hoo
Poh man'H mangy Kharbozay mai'N kitho'N laisa'N wa'Ri Hoo
Aql fikr diya'N bhul gayya'N galla'N Bahoo jad ishq wajai ta'Ri Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

این گوہرِ بو العجب کہ دل نامِ وی است — ہر چند کہ شکستہ تر بہ قیمت بہتر

1-"یہ نادر موتی جسے دل کہتے ہیں شکستگی سے جتنا عاجز ہوتا ہے اُتنی ہی اُس کی قیمت بڑھتی ہے"-(اسرار القادری)

مزید ارشاد فرمایا:

چون زلفِ بتان شکستگی عادت کُن — تاصید کنی ہزار دل در نفسی

"تُو زلفِ محبوب کی طرح شکستہ دلی کو اپنا شیوہ بنا لے تاکہ تُو بھی ہزار ہا دلوں کو اپنا دیوانہ بنا سکے"-(اسرار القادری)

عشق کا یہ دستور ہے کہ وہ ایسے دل میں بسیرا کرتا ہے جو کمزور یعنی دنیا سے بیزار ہو اور جس کا تعلق اللہ عزوجل کے علاوہ ہر چیز سے ختم ہو چکا ہو-

2-3:اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) تاجدارِ کائنات سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کیفیت مبارک کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی لامحدود و بے انداز محبت کا درد اور آتشِ عشقِ توحید کی تپش آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ایک پل کیلیے بھی آسودہ نہیں رہنے دیتی تھی"-(کلید التوحید کلاں)

اس بیت مبارک کے ان دو مصرعوں میں طالب کو راہ عشق کو پیش آنے والے امتحانات اور اس کے دل پہ گزرنے والی کیفیات کا تذکرہ ہے کہ عشق، طالب صادق کو اللہ عزوجل کی یاد میں جگائے رکھتا ہے اور اپنی بات کو منوانے کے لیے اس کی ضد ایک بچے سے کم نہیں ہوتی جو اپنا مطالبہ پورا کیے بغیر نہیں رہتا اور اس کے بعض اوقات مطالبات ظاہری عقل سے بھی ماوراء ہوتے ہیں جیسا کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) اپنی تعلیمات میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جان لے کہ عشق کی تعلیم مدرسے کے کسی بھی امام نے نہیں دی کیونکہ عشق ایک بارِ گراں ہے- عشق کی رِیت جہان بھر سے بیگانگی ہے"-(عین الفقر)

عاشق صادق کی یہ کیفیت در حقیقت اس لیے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہر قیمت پہ محبوب کے وصال کا طالب ہوتا ہے اور وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا جیسا کہ آپ (رحمتہ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:"عاشقوں کا دل درخت کے پتوں کی مثل ہوتا ہے جو عشق کی گرمی و حرارت اور بادِ خزاں کے تھپیڑے کھا کھا کر کبھی برہنہ اور کبھی پوشیدہ ہوتا رہتا ہے-اِس دل کی بہار وصالِ یار سے ہے، بے یار بہار کس کام کی"؟(محک الفقر کلاں)

اللہ رب العزت اور محبوب کبریا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے عشق سے لبریز دل کی انہیں کیفیات کو آپ (رحمتہ اللہ علیہ) ایک مقام پہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"یہ محبت ہی ہے جو دل کو آرام نہیں کرنے دیتی ورنہ کون ہے جو آسودگی نہیں چاہتا"-(عین الفقر)

مزید ارشاد فرمایا : " اُن کے دل آتشِ عشق کی گرمی سے دیگ کی طرح کھولتے رہتے ہیں، کبھی وہ پُر جوش ہوتے ہیں اور کبھی پُر سکون، وہ اپنے شب و روز اِسی طرح گزارتے ہیں" -(عین الفقر)

عقل و فکر کی رسد فی اللّٰہ جمال — معرفتِ دیدار را گویند وصال

4-"سیر فی اللہ اور جمالِ الٰہی تک عقل و فکر کی رسائی کہاں ممکن ہے؟ معرفتِ دیدار ہی وصالِ حق ہے" -(کلید التوحید کلاں)

"معیتِ ذاتِ حق کا یہی وہ دائمی اِستغراق ہے جو عارفانِ حق تعالیٰ کا مقصودِ کلی ہے بلکہ اِس مقام پر تو توجہ و تفکر و دلیل و عقل و وہم و خیال و مراقبہ اور ظاہری علم وغیرہ تمام حجابات ہیں"-(محک الفقر کلاں)

مزید ارشاد فرمایا:"استغراقِ وحدتِ کبریا کی حالت میں علم و دانش اور عقل و چاہت کی حاجت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی وہاں ذکر و فکر و آواز کی ضرورت باقی رہتی ہے"-(نور الھدیٰ)

English Translation of
Hadrat Sultan Bahoo's
Persian Book

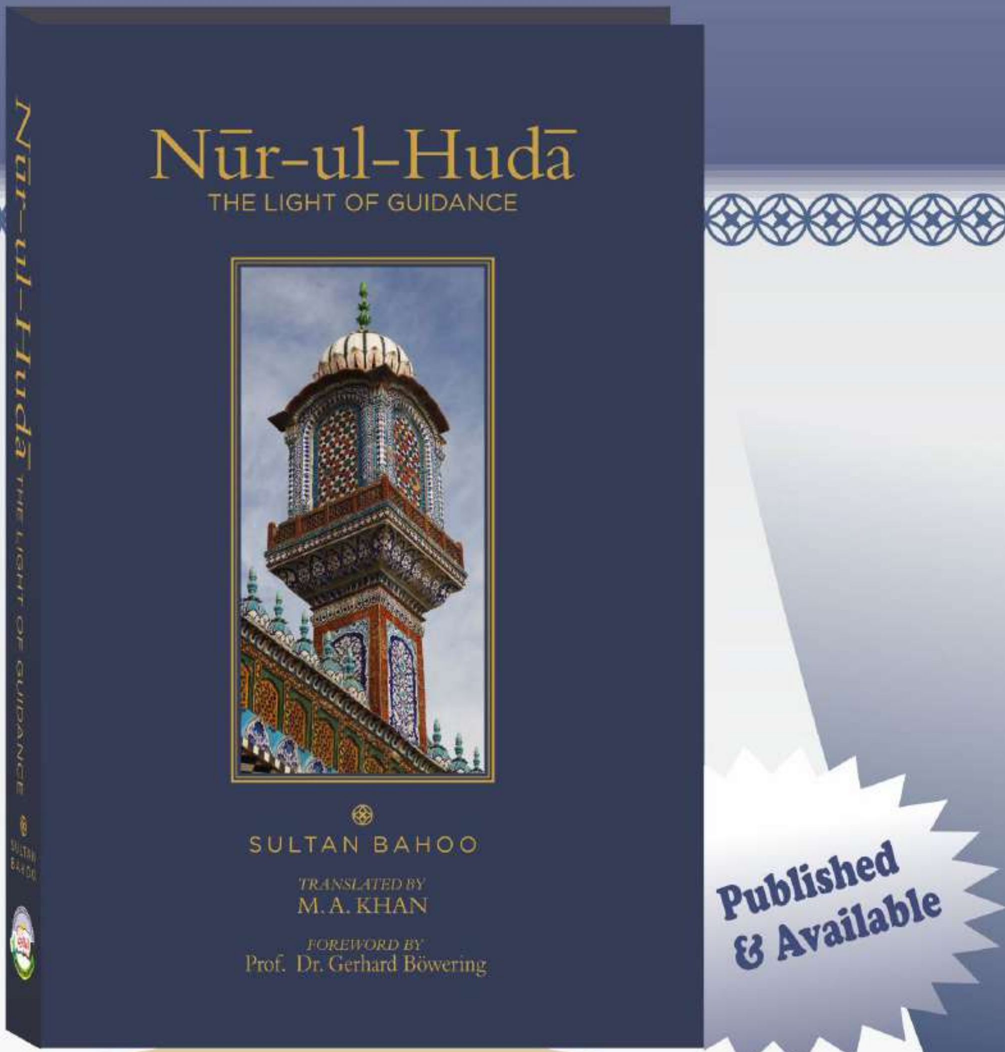

TRANSLATED BY
M. A. KHAN
Luton, UK

FOREWORD BY
Prof. Dr. Gerhard Böwering
Yale University, USA

A Meaningful Struggle

International Standard

یہ ترجمہ حضرت سلطان باھوؒ کے پیغام کو دُنیائے جدید میں پھیلانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

علم دوست لوگوں کے لئے خوبصورت تحفہ

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

ہیڈ آفس: دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان
پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com